وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ
بدر
قادیان

ایڈیٹر:- ملک صلاح الدین ایم۔ اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ ۶ روپے
فی پرچہ ۲ ۱/ ۰

تاریخ اشاعت ۔ ۷-۴-۳۱-۲۸

جلد ۶	۲۸ امان ۱۳۳۶ ہش ۔ ۲۲ رجب ۱۳۷۶ھ ۔ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۵۷ء	نمبر ۱۲

جماعت احمدیہ کے خلاف ناپاک پراپیگنڈہ

روزنامہ پرتاپ جالندھر نے "آفاق" لاہور کے حوالہ سے ۲۶ مارچ کی اشاعت میں ذیل کی خبر دی ہے:۔

" لاہور ۲۴ مارچ۔ اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن کے ایک سرکردہ لیڈر غازی سراج الدین منیر نے کل بیان میں تبلایا کہ ربوہ میں مرزا بشیر الدین پر قاتلانہ حملہ کے متعلق فی الفور تحقیقات کرائی جائے۔ اور اس سلسلہ میں باقاعدہ تحقیقاتی کمیشن بنایا جائے۔ غازی سراج الدین نے کہا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود پر حملہ کا تعلق ربوہ کے اندرونی خلفشار اور اختلافات سے

میں رہنے والے غیر مسلموں سے حسن سلوک کیا۔ ایک یہودی کا جنازہ گزرا تو میت کی تکریم کے لئے آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ نے غیر مذاہب کے لیڈروں کی تکریم کے آداب سکھلائے۔ ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کا ارشاد فرمایا۔ ایک صحابی نے ایک غزوہ میں ایک شخص کو باوجود کلمہ پڑھ لینے کے قتل کر دیا جس پر حضور کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ اور اس قدر ناراض ہوئے کہ اس صحابی نے کہا کہ کاش میں آج سے

حضور کے متعلق ۲۳/۳ کا تار

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب ربوہ نے ۲۳/۳ کو ۴ بجے بعد دوپہر ذیل کا تار دیا ہے:۔
" حضرت اقدس کو گذشتہ رات گردن میں کچھ درد محسوس ہوا۔ لیکن زخم کی حالت تسلی بخش ہے ٹمپریچر اور درد نقرس میں کمی ہے "

ہے اور اس واقعہ سے متعلق قادیانی جماعت کا بیان گمراہ کن ہے۔ ربوہ میں بسنے والے قادیانیوں کی ایک زبردست اقلیت مرزا بشیر الدین محمود احمد سے شدید اختلافات رکھتی ہے۔ اور قادیانی خلافت سے ذرا سے اختلاف پر بائیکاٹ کا ہتھیار استعمال کرنا عام ہے۔ اور اب نوبت یہاں تک آگئی ہے کہ مخالفین کو ربوہ سے نکالا جا رہا ہے انہوں نے مزید کہا کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود پر قاتلانہ حملہ کی پوری طرح تحقیقات کرائی ہے۔ کہ اس حملہ کا تعلق مسلمانوں سے ہرگز نہیں ہے۔ حکومت کی تحقیقات نہ صرف حملہ سے متعلق ہے بلکہ ربوہ کے اندرونی نظام اور متوازی حکومت سے بھی تعلق جو مرزا صاحب پر جس کسی نے بھی حملہ کیا ہو بہرحال وہ مرزائی ہے اور اس کا تعلق ربوہ کی اس قادیانی پارٹی سے ہے جو قادیانی خلافت کی باغی ہے نیز حکومت یہ بھی معلوم کرے کہ کیا ربوہ صیہونی تل ابیب کی شکل تو نہیں اختیار کر رہا ہے "

اسلام وہ مذہب ہے جس نے سب سے پہلے عالمگیر طور پر رواداری کی تعلیم دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان زریں اصولوں پر اپنی حیات طیبہ میں عمل پیرا ہو کر اپنی امت کے لئے بہترین اسوہ قائم کیا۔ آپ نے اپنی مسجد میں عیسائی وفد کو عبادت کرنے کی اجازت دی۔ اسلامی مملکت

پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ حضور نے صحابی کا یہ عذر تسلیم نہیں کیا کہ خوف کے مارے مقتول نے کلمہ پڑھ لیا تھا صاف ظاہر ہے کہ جب جہاد کے وقت محض کلمہ پڑھ لینے سے جان و مال کی حفاظت ہو جاتی ہے تو امن کے زمانہ میں کلمہ پڑھ لینے والے کیونکر واجب القتل قرار دیئے جا سکتے ہیں؟

حکومت نے اس وقت تک کوئٹہ۔ اوکاڑہ۔ دلبینڈ کا خیبولور میرپور وغیرہ میں متعدد احمدی محض احمدیت کے باعث قتل کر دیئے گئے۔ گذشتہ سال جماعت کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے کے لئے اتنا ادہم مچایا گیا کہ خود اینٹی احمدیہ فسادات کے سربراہوں اور حکومت کے بیانات کے مطابق عین وقت پر مارشل لاء کا نفاذ نہ ہوتا تو لاہور اتفاق ختم ہو جاتا۔ مساجد کو نذر آتش کرنے کا منصوبہ اڈہ بنایا گیا۔ اسی قماش کے لوگ لائلپور کی احمدیہ مسجد کو نذر آتش کرنے سے نہ جھجکے۔ مارشل لاء کے ایام میں جو کچھ جانی اور مالی نقصان احمدیوں کا ہوا۔ اس کے علاوہ ملک کے وسیع امن کو تباہ کر کے رکھ دیتے میں بھی انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔
جن تمام ملک کے امن کو برباد کرنا محض اسلئے پسند کیا کہ احمدی غیر مسلم قرار دیئے جائیں (باقی صفحہ پر)

تیز قدم اُٹھائیں

ایک نابکار نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے جسم میں چھرا گھونپا نہیں بلکہ ساری قوم کو قتل کرنے کی ناپاک سعی کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس ارادہ میں اسے نامراد رکھا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ جماعت کو اپنے مقدس امام سے کس قدر والہانہ عقیدت ہے۔ کہ مراکز ربوہ اور قادیان میں اس وقت تک ہزارہا تار موصول ہو چکے ہیں۔ خطوط کا تو شمار ہی نہیں۔ خبر ملتے ہی احمدی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہو گئے۔ اور نہایت کرب و الحاح سے حضور کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کیں اور کر رہے ہیں اور صدقات دیئے اور دیئے چلے جا رہے ہیں۔ یہ منظر صرف ہندوستان اور پاکستان کے کونے کونے میں ہی نہیں بلکہ دنیا بھر کی احمدی جماعتوں میں دیکھنے میں آیا۔ علاوہ ازیں غیر احمدیوں تک کو دیکھا گیا کہ ان میں سے ایک طبقہ نے نہایت ہی بے چینی کا اظہار کیا۔ خود ردنوش سے ان کی طبیعت منحرف ہو گئی اور اچانک خبر کی وجہ سے ایسی باتیں کرنے لگے گویا کہ ان کے دماغ کو صدمہ پہنچ گیا ہے اوسان کے ہوش و حواس بجا نہیں رہے۔

دوستو! غور کا مقام ہے۔ کہ دشمن کے قاتلانہ حملے کا مقصد کیا تھا؟ یہی کہ ہمارے مقدس امام جماعت کے لئے روح رواں کا حکم رکھتے ہیں۔ وہ ہماری شہ رگ ہیں۔ جن سے ہماری جان وابستہ ہے۔ وہ ہمارا دماغ ہیں۔ جو ہمارے سارے افراد پر روحانی حکومت کرتے ہیں۔ اور افراد ان کے زیر نگیں اور فرمانبردار ہیں۔ وہ ہمارا مطہر قلب ہیں۔ جن سے تمام افراد کے رگ و پے میں نیک جذبات دوڑتے ہیں۔ جماعت کی روح رواں چھین لی جائے۔ اس کی شاہ رگ قطع کر کے اسے موت سے ہم آغوش کر دیا جائے۔ اور جماعت اپنے دماغ و قلب سے یکسر محروم کر دیا جائے۔ صاف عیاں ہے کہ دشمن نہ صرف لمبے تجربہ سے بلکہ گذشتہ سال کے برپا کردہ فتنہ و فساد میں اپنی ناکامی کو دیکھ کر اس یقینی نتیجہ پر پہنچ گیا ہے کہ جماعت کی تمام ترقی کا راز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات ہے۔

بے شک دشمن معاندانہ رنگ میں مختلف منصوبوں میں ناکامی کے دور سے گزر کر اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ایمان و ایقان کے رنگ میں

ہمیں حضرت مسیح موعود پر وحی کر کے اس نتیجہ پر پہنچا رکھا ہے۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تضرعات کو سنا اور دعاؤں کو اپنی رحمت سے قبول کیا۔ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ جیسے مبارک وجود کی ولادت کی خبر دی ان دعاؤں کی قبولیت کا نتیجہ یہ بیان فرمایا کہ حضرت مصلح موعود کے ذریعہ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا۔ اور حق اپنی برکتوں کے ساتھ آ جائے گا۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے گا۔ یہ سب کچھ معمولی نہیں بلکہ ایک نہایت عظیم الشان کام ہے جو حضرت مصلح موعود نے سرانجام دینا ہے۔ حضور نے اپنے چالیس سالہ ایام خلافت میں ایک منٹ بھی ضائع نہیں کیا اور اس عظیم الشان مقصد کے لئے پوری سرگرمی و جانفشانی سے مصروف عمل رہے ہیں۔ یہی عجیب روح آپ کی جماعت کے نام پیغام سے پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہو رہی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"میں ہمیشہ آپ لوگوں سے اپنی بیویوں اور بچوں سے بھی زیادہ محبت کرتا رہا ہوں اور اسلام اور احمدیت کے لئے ہر پیاری سے پیاری چیز قربان کرنے کے لئے تیار رہا ہوں۔ میں آپ سے اور آپ کی آئندہ آنے والی نسلوں سے یہ بھی توقع رکھتا ہوں کہ آپ بھی ہمیشہ ایسے ہی رکھیں گے۔ خدا آپ کے ساتھ ہو"

احباب جماعت! اللہ تعالیٰ کی نصرت یقیناً نازل ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ۔ کہ رسول و مومن یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین و دنیا میں مظفر و منصور ہوتے ہیں۔ لیکن اس ظفر و نصرت اور فتح و کامرانی کے لئے جس قسم کی تگ و دو اور قربانی درکار ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں جتنی زیادہ ہم قربانیاں کریں گے اتنی جلد فتح و ظفر جماعت کے قدم چومے گی۔ قربانی کے زائض سے عہدہ برآ ہونے میں غفلت اور کوتاہی ہمیں کامیابی کی منزل سے دور رکھنے کا باعث ہوگی۔ سو جماعت کا فرض ہے کہ وہ حضور سے والہانہ عقیدت اور محبت کا اظہار اس رنگ میں کرے۔ گویا ان میں ایک انقلاب عظیم برپا ہو گیا ہے اور عظیم تغیر کا ثبوت یہ ہو کہ وہ اپنی مالی قربانیوں سے دشمن کو ناکام

(باقی صفحہ ۱۰ پر)

بھائی عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق رپورٹ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ ہزار ہزار شکر ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا زخم بہت حد تک درست ہو چکا ہے اور دردِ نقرس کو بھی قریباً آرام ہے۔ احباب اس نادر اور مبارک وجود کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے دردمندانہ دعائیں جاری رکھیں۔

مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کی طرف سے مورخہ ۲۲ مارچ ۴ بجے بعد دوپہر کا تار درج ذیل ہے:۔

"حضور تسلی بخش طور پر رُو بصحت ہو رہے ہیں ہلکی سی حرارت ابھی ہے"

مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان جو ۱۷ ہش کو ربوہ گئے تھے اور کل شام واپس قادیان پہنچے ہیں کی مفصل رپورٹ درج ذیل ہے۔

میں ۱۷ ہش کی شام کو ربوہ پہنچا۔ جاتے ہی میں نے مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب اور مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب سے ملاقات کی اور خواہش کی کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مرہم پٹی کرتے وقت مجھے بھی شامل کر لیا جاتے۔ قصرِ خلافت میں ویٹنگ روم Waiting Room میں ملاقاتیوں کے کمرہ میں دو کمپونڈر اور مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ہر وقت ڈیوٹی پر رہتے ہیں۔ میں بھی وہیں بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب تشریف لے آئے اور ہم سب حضور کے کمرہ میں چلے گئے۔ حضور اقدس چارپائی پر زخم والی جانب لیٹے ہوئے تھے۔ مجھے یہ دیکھتے ہی تسلی ہو گئی۔ کہ زخم اس حد تک ٹھیک ہو چکا ہے کہ اب کروٹ لینے سے تکلیف محسوس نہیں ہو رہی۔

حضور اقدس ہم سب کو دیکھ کر بغیر سہارا کے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ ڈاکٹر منور احمد صاحب نے پٹی کھولی اور زخم کے ارد گرد سے جلد صاف کی اور زخم بھی صاف کیا۔ زخم میں ربڑ کی نالی داخل کی ہوئی تھی اور ربڑ کی نالی کے دونو اطراف ٹانکے لگے ہوئے تھے۔ مرہم پٹی ہوتی رہی اور حضور باتیں کرتے رہے۔ مرہم پٹی ہو چکنے کے بعد ہم سب نے رخصت حاصل کی۔

۱۸ ہش صبح ساڑھے سات بجے کرنل ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب میڈیکل سپیشلسٹ اور پرنسپل میو کالج لاہور تشریف لائے۔ میں بھی ان کے ہمراہ حضور کی خدمت اقدس میں چلا گیا۔ ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش صاحب نقرس کے دورہ کے علاج و مشورہ کے لئے تشریف لائے تھے۔ حضور ہمارے پہنچنے پر بغیر سہارا کے اٹھ کر بیٹھ گئے۔ حضور ہشاش بشاش تھے۔ حضور نے مرض نقرس کی تاریخ بتاتے ہوئے فرمایا کہ حضور کو ۱۹۳۷ء سے یہ مرض لاحق ہے۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب نے فرمایا۔ کہ میرے بھی ایک عزیز کو ۱۹۳۰ء سے یہ مرض لاحق ہے۔ حضور زور سے ہنستے اور ہنستے ہوئے فرمایا۔ کہ جب ۱۹۳۰ء والا مریض ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا۔ تو ۱۹۳۷ء والے مریض کا کیا ہوگا۔ اس پر پھر حضور بھی خوب ہنستے رہے اور ڈاکٹر صاحب اور حاضرین بھی ہنستے رہے حضور کی خدمت میں ڈاکٹر کرنل الٰہی بخش صاحب قریباً ایک گھنٹہ تک بیٹھے حالات دریافت کرتے رہے اور معائنہ اور مشورہ دیتے رہے۔ حضور کا بلڈ پریشر دیکھا گیا بالکل نارمل تھا ٹمپریچر بھی نارمل تھا۔ اور حضور کے دل کی حالت نہایت اچھی تھی۔ جگر اور گردوں کی حالت بھی نہایت اچھی تھی۔ نقرس کا دورہ ختم ہو چکا تھا۔ اور معمولی آثار باقی تھے۔ دل اور گردوں کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے فرمایا۔ کہ یہ دونوں اعضاء بہترین حالت میں ہیں بلکہ گردوں کے متعلق یہاں تک کہا کہ "دنیا میں بہترین ہیں"۔ شریانوں کی حالت نہایت عمدہ بتائی۔ جو علاج حضور کا پہلے ہو رہا تھا۔ اس میں ڈاکٹر صاحب نے کوئی تبدیلی نہ فرمائی اور فرمایا کہ یہ بہترین علاج ہو رہا ہے۔ خوراک کے متعلق بھی یہی فرمایا۔ صرف ایک چیز کی تبدیلی فرمائی کہ حضور دو یا تین انڈے دن کا دن میں خوراک میں اضافہ فرمائیں اور مرغ کے کباب جو پہلے دن میں دو کھایا کرتے تھے اب ایک کھا لیا کریں۔

شام کو ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب سرجن لاہور سے تشریف لائے۔ مجھے پھر ان کے ہمراہ حضور کی خدمت میں حاضر ہونے کی سعادت نصیب ہوئی ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب کے ہمراہ ڈاکٹر عبد الحق صاحب بھی لاہور سے تشریف لے آئے تھے۔ زخم سے پٹی کھولی گئی۔ اور ڈاکٹر صاحب نے زخم سے ٹانکے نکال دیئے اور زخم سے ربڑ کی نالی نکال دی۔ زخم صاف کر کے ربڑ کی نالی پھر زخم میں رکھ دی گئی۔ زخم کی حالت نہایت اچھی تھی۔ قریباً ایک انچ لمبا اور ایک انچ گہرا رہ گیا تھا۔ ٹانکے نکالتے وقت حضور ڈاکٹر عبد الحق صاحب سے باتوں میں مصروف رہے۔ اور ایک مرتبہ بھی اظہار نہ فرمایا۔ کہ حضور کو کسی مرحلہ پر درد ہوئی ہے۔ حالانکہ ٹانکے نکالتے وقت اور ربڑ کی نالی دوبارہ رکھتے وقت اور زخم صاف کرتے وقت کافی درد ہونی چاہیئے۔ لیکن حضور باتوں ہی میں مصروف رہے اور درد کا ذرہ بار بھی اظہار نہ ہونے دیا۔

رات کو ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب ربوہ ہی ٹھیرے اور صبح کو پھر حضور کی مرہم پٹی فرمائی۔ اور ربڑ کی نالی بالکل نکال دی۔ اب زخم معمولی سا رہ گیا ہے۔ اور انشاء اللہ چند روز تک بالکل مندمل ہو جائے گا۔ زخم کان کے نچلے حصہ کے متوازی گردن پر کان سے قریباً ایک انچ پیچھے لگا تھا۔ زخم لگنے کے معاً بعد حضور کا بہت سا خون بہہ گیا تھا۔ حضور کے جسم پر اس وقت سات کپڑے تھے۔ جو تمام تر ہو گئے تھے۔ حضور خود چل کر جائے وقوعہ سے قصر خلافت تک پہنچ گئے تھے۔ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب موقعہ پر موجود تھے۔ سامان لانے کے لئے بھاگتے ہوئے گئے بوڑھے آدمی تھے راستہ میں ایک مرتبہ گر بھی گئے۔ حضور کو ڈاکٹری امداد بہت جلد مل گئی تھی۔

میری ربوہ سے قادیان کو واپسی کے وقت زخم کی حالت نہایت تسلی بخش تھی۔ نقرس کا دورہ ختم ہو چکا تھا۔ حضور کی عام صحت تسلی بخش تھی۔ حضور ہشاش بشاش تھے۔ اور باہر سے آنے والے احباب کثیر تعداد میں حضور سے صبح و شام ملاقات کرتے رہتے۔ حضور گو خود ابھی لکھتے نہ تھے۔ لیکن اکثر ڈاک ملاحظہ فرماتے اور ہدایات لکھواتے تھے"

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

حضور سے جماعت کی والہانہ عقیدت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے جماعت کو جو والہانہ عقیدت ہے وہ اس امر سے ظاہر ہے کہ ۱۱ مارچ کو ریڈیو پر حملہ کی خبر نشر ہونے کے چند گھنٹے کے اندر بائیس جماعتوں کے احباب ربوہ پہنچے۔ اور ان کی شدید خواہش کے مطابق ان کی سرسری ملاقات کا موقعہ دیا گیا۔ ۱۲ مارچ کو پچاس اور ۱۳ مارچ کو بہتر مقامات کے دوست آئے اور ملاقات کی۔ اس کے علاوہ موخر الذکر دونوں دن قادیان کے بعض دوست بھی پہنچے۔ اور ملاقات سے مشرف ہوئے۔ تادمِ تحریر ملاقات کا سلسلہ جاری ہے۔ اور ہر جگہ دعاؤں۔ صدقات اور روزوں کا سلسلہ جاری ہے۔ کشمیر جیسے غریب ملک میں بھی صدقات اور دعائیں کی گئیں۔ چنانچہ سرینگر میں ایک دوست نے کھانا پکا کر تقسیم کیا اور سولہ بکرے صدقہ کیا گیا۔ آسنور میں تین من چاول اور دو بکرے گوشت پکا کر تقسیم کئے گئے۔ کوریل اور ہاپی پورہ میں صدقات کئے گئے۔

ربوہ میں ہزار ہا تاریں موصول ہوئیں۔ وہاں کا محکمہ تار باوجود چوبیس گھنٹے کام کرنے کے کام کو صاف نہیں کر سکا۔ ربوہ میں مثلاً جاکارتا۔ بوگور (انڈونیشیا) رنگون۔ سنگاپور۔ سیلون۔ کنیا کانڈی اور کمپالا (مشرقی افریقہ) واشنگٹن اور نیویارک سے اور بھارت کی حکومت کے کے علاقوں سے بھی وہاں تاریں موصول ہوئیں۔ قادیان۔ ریاست حیدر آباد دکن۔ ریاست مالیر کوٹلہ صوبہ بمبئی۔ صوبہ یوپی۔ صوبہ مغربی بنگال۔ مالابار۔ ریاست جے پور۔ صوبہ بہار وغیرہ۔

ربوہ سے روزانہ اطلاعات بھجوائی جاتی ہیں۔ اور ہزاروں روپیہ اس پر صرف ہو چکا ہے۔ قادیان میں بھی بہت سے مقامات سے تاریں اور خطوط موصول ہوئے۔ اور تاروں اور خطوط کے ذریعہ اطلاعات بھجوائی گئیں۔

قادیان میں اس وقت تک بہار کے مقامات آرہ۔ گھاٹ سیلہ۔ تارا پور۔ رانچی سے۔ حیفا (فلسطین)، جے پور۔ کنانور (مالابار) بمبئی کلکتہ۔ بنگلور۔ مدراس۔ لندن۔ کٹک (اڑیسہ)، کولمبو (سیلون) موگراں۔ رامپور (یوپی) کرومتی۔ یادگیر (دکن) اور کشمیر کے مقامات کنی پورہ۔ رشی نگر۔ شورت۔ یاڑی پورہ۔ آسنور اور کولگام سے تاریں موصول ہو چکی ہیں۔ بعض اخباری اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہی لوگ جن کی سرگرمیوں سے گذشتہ سال مغربی پاکستان میں خلاف احمدیہ تحریک جاری ہوئی تھی۔ اب پھر مصروف عمل اور سرگرم نظر آتے ہیں۔ اور جگہ جلوس نکال رہے ہیں۔ احباب بزرگان کی سلامتی اور جماعت کی ترقی کے لئے بھی دعائیں کرتے رہیں۔

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی

حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی اب بالعموم علیل رہتے ہیں۔ بصارت میں بھی کافی ضعف ہے۔ لکھنے پڑھنے کا کام نہیں کر سکتے۔ اس لئے احباب کو ان کے خطوط کا جواب دینے سے معذور ہیں۔ احباب سلسلہ کے اس بزرگ کی صحت و سلامتی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ (ادارہ)

خطبہ جمعہ

الٰہی جماعتیں ہمیشہ مخالفتوں کے طوفان میں محض خدا تعالیٰ کے فضل سے ترقی کیا کرتی ہیں اور یہ ایک بہت بڑا نشان ہوتا ہے

تم خدا تعالیٰ سے اس کا فضل طلب کرو جب اس کا فضل آئے گا تو کوئی انسان تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا

اپنے کاموں میں خدا تعالیٰ پر نظر رکھو اور اسی کے سامنے جھکو اور اسی سے دعائیں کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ر فروری ۱۹۵۴ء بمقام رتن باغ لاہور

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

شاید بعض دوستوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں نے گزشتہ خطبہ میں تو کہا تھا کہ جمعہ کی نماز مسجد میں ہی ہونی چاہیئے۔ لیکن آج پھر اس جگہ نماز ہو رہی ہے۔ اس کے لئے میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سے پیوستہ جمعہ کو چونکہ میں نے

عدالتی کارروائی میں شمولیت

کرنی تھی۔ اور وہاں سے جمعہ کے لئے مسجد میں جانا مشکل تھا اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ جمعہ یہیں پڑھا جائے اور گزشتہ جمعہ میں میں نے کہا تھا کہ مجھ سے پوچھے بغیر جمعہ کا انتظام یہاں کر لیا گیا ہے۔ اب شاید کسی دوست کے دل میں خیال آئے کہ اس دفعہ پھر اسی طرح جمعہ کا انتظام یہاں کر لیا گیا ہے۔ سو میں دوستوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ غالباً کارکنوں کی غلط فہمی کی بنا پر اس دفعہ کا جمعہ کا انتظام مسجد میں نہیں ہوا۔ جب میں یہاں پہنچا تو مجھے پیغام ملا کہ جماعت کے بعض کارکن آئے ہیں اور وہ پوچھتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کہاں ہونی چاہیئے۔ میں نے جواب میں کہا کہ جمعہ کی اصل جگہ تو مسجد ہی ہے۔ لیکن چونکہ میری آمد کی وجہ سے لوگ زیادہ تعداد میں جمع ہوں گے۔ اور مسجد چھوٹی ہے اس لئے اگر مسجد میں

جمعہ کی نماز

مناسب نہیں تو نئی جگہ پر جو خریدی گئی ہے جمعہ کی نماز پڑھ لی جائے۔ لیکن اگر وہاں بھی جمعہ کی نماز کا انتظام نہ ہو سکے۔ تو جہاں آپ لوگ چاہیں جمعہ کی نماز پڑھ لیں۔ اب اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ پیغامبر نے پیغام پہنچانے میں غلطی کی یا جماعت کے کسی کارکن نے اس کی بات کو غلط سمجھا۔ بہرحال جواب یہ دیا گیا کہ چونکہ مسجد چھوٹی ہے۔ اور نئی جگہ پر ابھی کھیت ہیں۔ اور ان میں فصل کھڑی ہے۔ کھیتی والے وہاں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دیں گے اس لئے جمعہ کی نماز یہیں یعنی رتن باغ میں ہو۔ اب پتہ لگا ہے کہ متعدد آدمی آپس میں یہ بحث کر رہے تھے۔ کہ نئی جگہ پر نماز کے لئے مناسب انتظام کر دیا گیا تھا۔ اور یہ بات غلط ہے۔ کہ وہاں کھیت کی وجہ سے نماز جمعہ کا انتظام کرنا مشکل ہے۔ پس یہ غلط فہمی تھی۔ جس کی بنا پر جمعہ کا انتظام رتن باغ میں کیا گیا۔ بہرحال اب جماعت کی یہی کوشش ہونی چاہیئے۔ کہ اگر زیادہ تعداد کی وجہ سے مسجد میں نماز پڑھنا مشکل ہو۔ تو نئی جگہ پر نماز پڑھی جائے۔

بہرحال جہاں تک نمازوں کا تعلق ہے نمازیں مسجد میں پڑھنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ جب دوست زیادہ تعداد میں ہوں تو نمازیں نئی جگہ پر پڑھ لی جایا کریں۔ تاکہ لوگوں کو وہاں جانے کی عادت ہو جائے اور تا وہاں دعائیں ہوتی رہیں کہ

خدا تعالیٰ کا فضل

نازل ہو۔ اور جب خدا تعالیٰ کا فضل نازل ہو جاتا ہے۔ تو سب مشکلات حل ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کوئی مجبوری ہو تو کسی اور جگہ نماز پڑھ لی جائے۔ بہرحال جہاں تک ہو سکے چھوٹے اجتماعوں میں مسجد کو مقدم رکھا جائے۔ اور بڑے اجتماعوں میں اس جگہ کو جو نئی خریدی ہے۔

اس کے بعد میں جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے ہماری جماعت

قسم قسم کے خطرات

میں سے گزر رہی ہے۔ بعض خطرات ہمیں نظر آتے ہیں۔ اور بعض خطرات ہمیں نظر نہیں آتے بعض رپورٹیں ایسی آ رہی ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ بعض جگہوں پر لوگ پھر فساد پیدا کرنے اور فتنہ کی آگ بھڑکانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور پھر بعض ایسی اندرونی باتیں بھی پیدا ہو رہی ہیں۔ جن کی وجہ سے یہ نظر آتا ہے کہ شاید جماعت کے لئے کسی نہ کسی شکل میں کوئی ناپسندیدہ بات ظاہر ہو۔ ایسے حالات میں مومن کو سب سے زیادہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنا چاہیئے۔ اور اسی سے دعائیں کرنی چاہئیں۔ کیونکہ جو کام انسانی ہاتھ نہیں کر سکتا۔ وہ خدا تعالیٰ کا ہاتھ کر سکتا ہے الٰہی جماعتیں تو ہمیشہ ہی ایسی شکل میں ترقی کیا کرتی ہیں۔ جیسے انسان کا بچہ کسی بھیڑیے یا شیر کی کچھار میں پرورش پاتا ہو۔ بے شک شیروں کی کچھار میں انسان کے بچے کا پرورش پانا ایک معجزہ ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑا معجزہ یہ ہوتا ہے کہ الٰہی جماعتیں

مخالفتوں کے طوفان میں ترقی

کر جاتی ہیں۔ آج تک کوئی الٰہی جماعت ایسی قائم نہیں ہوئی۔ جس کو معجزانہ زندگی نہ ملی ہو۔ ایک شخص خطرناک بیمار ہوتا ہے۔ اور علاج کے بعد اچھا ہو جاتا ہے۔ لیکن ایک خطرناک بیمار ایسا ہوتا ہے جس کے بچنے کی امید نہیں ہوتی۔ اور طبیب اس کو لاعلاج سمجھ کر جواب دے دیتے ہیں۔ وہ صدقہ و خیرات کرتا ہے۔ اور اس صدقہ و خیرات کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا ہے اور وہ اس بلا کو دور کر دیتا ہے۔ اور ڈاکٹر حیران ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اسے کس طرح معجزانہ زندگی دے دی ہے۔ لوگ اس کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور جب وہ ان کی آنکھوں کے آگے سے گزرتا ہے۔ تو وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے ایک بہت بڑا نشان دیکھا ہے۔ یہ شخص سخت خطرناک مرض میں گرفتار تھا طبیب جواب دے چکے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اسے صحت عطا کر دی۔ بے شک یہ بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑا نشان یہ ہوتا ہے۔ کہ الٰہی جماعتیں مصائب اور آفات کے طوفانوں میں سے سلامتی کے ساتھ گزر کر اپنی کامیابی کی منزل کو حاصل کر لیتی ہیں۔ کیونکہ مرض ارادہ والی چیز نہیں ہوتی۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ فلاں مرض فلاں شخص کو ارادۃً مارنے آئی تھی وہ

اتفاقی حادثات کا نتیجہ

ہوتی ہے۔ لیکن مخالفت ایک ایسی چیز ہے۔ جس کے پیچھے ارادہ ہوتا ہے۔ اور جب کسی چیز کے ساتھ ارادہ ہوتا ہے۔ . . . .

تو وہ زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے۔ مثلاً ایک پتھر کسی بلند جگہ سے انسان کے سر پر گرے۔ تو وہ اسے مار دے گا یا زخمی کر دے گا۔ لیکن چھت سے یا کسی بلند جگہ سے اس کے گرنے میں دوسرے کی موت کا احتمال کم ہوتا ہے یعنی یہ ضروری نہیں ہوتا۔ کہ وہ پتھر کسی انسان کے سر پر گر کر اسے ہلاک کر دے ممکن ہے پتھر چھت پر سے گرے۔ اور وہ کسی انسان کو نہ لگے یا وہ کسی انسان کو لگے مگر اسے ایسی ضربات نہ آئیں۔ جن کے نتیجہ میں اس کی موت واقع ہو۔ لیکن اگر کوئی رائفل کا نشانہ بنا کر گولی چلاتا ہے۔ تو چونکہ اس میں ارادہ شامل ہوتا ہے۔ اس لئے اس میں موت کا بہت زیادہ احتمال ہوتا ہے۔

پس انسان جب کسی کو مارتا ہے تو وہ زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ کیونکہ اس میں اس کے مارنے کی

نیت اور ارادہ

بھی ہوتا ہے۔ بیماری کا علاج کرو اور علاج اس کے مطابق ہو۔ تو وہ ہٹ جائے گی۔ لیکن کسی انسان کو ہٹانا چاہو تو وہ نہیں ہٹے گا۔ تم ایک طرف سے ہٹاؤ گے۔ تو وہ دوسری طرف چلا جائے گا۔ تم ادھر سے ہٹانے کی کوشش کرو گے تو وہ تیسری طرف چلا جائے گا۔ کیونکہ اس کی نیت مارنے کی ہوتی ہے۔ اور وہ اس کے لئے ہر ڈھنگ اور طریق اختیار کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے خدا تعالیٰ کی جماعتیں جب مخالفت کے طوفان سے بچتی ہیں۔ تو وہ باوجود دشمن کے ارادہ اور نیت کے بچتی ہیں۔ اس لئے یہ نشان بہت بڑا ہوتا ہے۔ اور جب انسان کے سامنے اس قدر بڑے نشانات آئیں۔ تو وہ خدا تعالیٰ کو کیوں یاد نہیں کرے گا جب

دنیا قائم ہوئی۔ خدا تعالیٰ نے کی طرف سے قائم کردہ کوئی جماعت ایسی نہیں گزری۔ جسے خدا تعالیٰ نے شیر کے منہ سے نکال کر بچایا نہ ہو۔ شیر کے منہ سے انسان کا بچ جانا ممکن ہے۔ لیکن جس قسم کے خطروں سے خدا تعالیٰ نے اپنی جماعتوں کو بچایا ہے۔ بظاہر ان سے بچ نکلنا مشکل ہوتا ہے۔ لیکن الٰہی سنت یہی ہے۔ کہ وہ اپنی جماعتوں کو اس قسم کے خطرناک مصائب میں ڈال دیتا ہے۔ اور پھر ان سے محفوظ کر لیتا ہے اور اس طرح لوگوں کو عظیم الشان نشان دکھاتا ہے حضرت نوحؑ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت موسیٰؑ کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ ان کے علاوہ تمام

تمام انبیاء کے زمانہ میں

خواہ ان کا ذکر قرآن کریم میں ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ ویسا ہی ہوا۔ جن قوموں کے نام لے کر خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر نہیں کیا۔ صرف یہی کہہ دیا ہے۔ کہ ہر قوم میں میرے رسول آئے ہیں۔ ان کے زمانہ میں بھی ایسا ہی ہوا۔ مثلاً تم کہہ سکتے ہو۔ کہ یہودیوں کا یہ خیال تھا۔ کہ کوئی شخص جب خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے تو اس کی جماعت پر مصائب اور تکالیف آتی ہیں۔ اس لئے ممکن ہے انہوں نے اس قسم کی باتیں تاریخ میں داخل کر دی ہوں۔ لیکن ہم کہیں گے۔ اچھا اگر یہ یہودیوں کا خیال تھا۔ کہ

انبیاء کی جماعتوں پر مصائب

آتے ہیں۔ اور انہوں نے تاریخ میں اس قسم کی باتیں شامل کر دی ہیں۔ تو حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ میں تو یہودی موجود نہیں تھے۔ کہ انہوں نے اس قسم کی باتیں تاریخ میں شامل کر دی ہوں۔ پھر تم کہہ سکتے ہو۔ کہ حضرت نوح علیہ السلام کی تاریخ بھی یہودیوں نے لکھی ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ انہوں نے اس قسم کی باتیں شامل کر دی ہوں۔ ہم اس بات کو بھی تسلیم کر لیتے ہیں۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تو یہودی مانتے ہی نہیں تھے۔ ان کی تاریخ میں بھی یہ ذکر آتا ہے۔ کہ ان پر اور ان کی قوم پر ہر قسم کے مصائب آئے۔ ان کو تو یہ بیان کرنا چاہیئے تھا۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی بہت عزت ہوئی تھی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام کو بھی جانے دو۔ مکہ والوں پر یہود کا کیا اثر تھا۔ پھر مکہ والوں کے متعلق بھی یہ کہہ سکتے ہو۔ کہ وہ سامی النسل تھے۔ ان پر یہود کا اثر تھا۔ زرتشت علیہ السلام ایران میں مبعوث ہوئے تھے۔ ان کے متعلق بھی یہ روایت پائی جاتی ہے۔ کہ ان پر اور ان کی قوم پر سخت مصائب آئے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں اس مصائب سے نکالا۔ اور انہیں ترقی بخشی۔ پھر تم یہ بھی کہہ سکتے ہو کہ ایران کا علاقہ عرب کے

قریب تھا۔ وہ لوگ عربوں اور یہودیوں سے متاثر تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنی تاریخ میں اس قسم کی باتیں لکھ دی ہیں۔ لیکن ہندوستان کا ملک تو ان سے بہت دور تھا۔ پھر بھی ان کے انبیاء کے متعلق اس قسم کی روایات ملتی ہیں۔ حضرت رامچندرؑ بھی اوتار تھے۔ ان کی ساری زندگی بن باس میں ہی گزر گئی۔ حضرت کرشنؑ اوتار تھے۔ ان کے زمانہ میں بھی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اور ان ہی لڑائیوں میں ان کی ساری زندگی گذر گئی۔ غرض ہر قوم جس میں کسی شخص کی آمد پر ایمان کا اظہار کیا گیا تھا۔ یا انہوں نے کسی سے

عقیدت کا اظہار

کیا ہے۔ ان سے ایک ہی قسم کا سلوک ہوا ہے۔ اور یہ ایسی شہادت ہے جس میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہوا۔ بعض باتوں میں اختلاف بھی ہو جاتا ہے لیکن اس بات میں اختلاف نہیں ہوا۔ کہ ان کو اور ان کی قوموں کو تکالیف دی گئیں۔ حضرت نوحؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ۔ زرتشتؑ۔ کرشنؑ رامچندر۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیموں میں فرق نظر آتا ہے۔ پھر کوئی سفید تھا۔ اور کوئی کالا تھا۔ اس میں بھی فرق نظر آتا ہے پھر کوئی کوئی بولی بولتا تھا۔ اور کوئی کوئی بولی بولتا تھا۔ اس میں بھی فرق نظر آتا ہے۔ لیکن اس بات میں کوئی فرق نہیں۔ کہ ہر نبی جب دنیا میں مبعوث ہوا اس کی قوم خطرناک حالت میں سے گذر کر ترقی کر گئی۔ دشمن نے انہیں دکھ دیئے۔ تکالیف دیں۔ مصائب کے پہاڑ ان پر توڑے۔ لیکن وہ پھر بھی زندہ رہیں۔ اور ترقی کر گئیں۔ یہ اتنا بڑا نشان ہے کہ اگر انسان اس پر غور کرے۔ تو یہ اس کے

ایمان کی ترقی کا موجب

ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود انسان سمجھتا ہے۔ کہ ان قوموں نے طاقت اور زور سے ترقی حاصل کی تھی۔ حالانکہ اگر طاقت اور زور سے ہی ترقی حاصل کی تھی۔ تو ان سے پہلے بھی تو بہت سی قومیں گذری ہیں۔ روایات بتاتی ہیں کہ جب بھی کسی قوم نے دین کو پھیلایا ہے۔ تو وہ دوسری قوموں پر غالب آئی ہے۔ لیکن وہ طاقت اور زور سے غالب نہیں آئی۔ اس میں طاقت اور قوت نہیں تھی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ان سے کام لیا اور اس کا کام لینے کا طریق ایسا ہی ہے جیسے کوئی ماں میز اٹھانے لگی ہو۔ تو بچہ آ جائے۔ اور کہے میں میز اٹھاؤں گا۔ ماں کہتی ہے اچھا اٹھاؤ اور وہ دیکھتی ہے کہ بچہ اس میز کو پکڑ کر بظاہر زور لگا رہا ہے۔ لیکن اس کے زور لگانے سے میز اٹھایا نہیں جا سکتا۔ ماں اس میز کو اٹھاتی جاتی ہے۔ اور ساتھ ساتھ یہ کہتی جاتی ہے۔ لگاؤ

زور۔ حالانکہ صرف میز پر ہاتھ رکھے ہوئے ہوتا ہے۔ وہ اس کے کام میں مدد نہیں دے رہا ہوتا بلکہ بسا اوقات اس کے لئے زیادہ بوجھ کا موجب بن رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ ہم سے کہتا ہے۔ دو چندے۔ دو قربانیاں۔ حالانکہ دو چندوں اور قربانیوں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ جو کام خدا تعالیٰ نے مجددین مصلحین اور انبیاء کی جماعتوں سے لیتا ہے۔ اسے دیکھو تو اس کے سامنے ان کی قربانیاں اور کوششیں ہیچ نظر آتی ہیں۔ لیکن باوجود اس کے کہ ساماں طاقت اور قوت کم ہوتی ہے۔ مصلحین۔ مجددین اور انبیاء کی جماعتیں ترقی کر جاتی ہیں۔ ان کی قربانیوں کے مقابلہ میں کام زیادہ ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ لو۔ آپ کے پاس مال اور ذرائع بہت کم تھے۔ آپ کے بعد جو لوگ آئے۔ ان کے ذرائع زیادہ تھے۔ ان کے پاس مال زیادہ تھا۔ لیکن جو کام رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے

خلفاء کے زمانہ میں

ہوا۔ وہ بعد میں نہیں ہوا۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے بتا دیا کہ جو کام ہوا ہے۔ وہ طاقت۔ قوت اور آدمیوں کے ذریعہ سے وہ کام ہوا تھا۔ تو اب میں نے طاقت۔ قوت اور آدمیوں کو بڑھا کے دکھا دیا ہے۔ لیکن کام پہلے کی نسبت بہت کم ہوا ہے۔ وہ طاقت۔ قوت اور آدمیوں کے ذریعہ سے کام ہوا تھا۔ تو اب میں نے آدمیوں کو بڑھا کے دکھا دیا ہے۔ لیکن کام پہلے کی نسبت بہت کم ہوا ہے۔ جو تغیر انسانی قلوب۔ اصلاح جذبات اور نظم و نسق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ہوا۔ اور جو کام آپؐ کی جماعت نے کیا۔ بعد میں بنو عباس اور بنو امیہ نے ہزاروں گنے زیادہ آدمیوں۔ طاقت۔ اور قوت کے باوجود نہیں کیا۔ بلکہ وہ لوگ اپنے آپ کو بھی نہ سنبھال سکے۔ اور ایک دوسرے کو مارتے رہے۔ گویا یہ حالت تھی۔ کہ مسلمان سب ایک جتھہ تھے۔ اگر کسی وجہ سے کسی کے جذبات بھڑک اٹھتے۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منہ سے ایک لفظ نکلتا اور وہ سرد پڑ جاتے۔ لیکن اب کسی کا پیر غلطی سے بھی دوسرے کے پیر پر پڑ جائے۔ تو وہ کئی باتیں کرتا ہے۔ اور کہتا ہے۔ تمہیں تہذیب حاصل نہیں۔ گویا وہ حالت تھی۔ کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ لڑ پڑے۔ حضرت عمرؓ کی طبیعت سخت تھی۔ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ کو سخت سست کہا۔ اور پھر غصہ میں آ کر

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت

کرنے چلے گئے۔ دوسرے لوگوں نے حضرت ابوبکرؓ سے

کہا۔ عمرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کرنے گئے ہیں وہ غصہ میں ہیں۔ واقعہ انہیں سمجھ میں نہیں آیا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آپ پر ناراض ہو جائیں۔ اس لئے آپ پہلے گو آپ نے اس بات کی طرف دھیان نہ دیا۔ آپ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ لیکن بعد میں خیال آیا کہ شاید رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خیال فرمائیں۔ کہ زیادتی میں نے کی ہے۔ چنانچہ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ اور دیکھا کہ حضرت عمرؓ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ کہہ رہے ہیں کہ آج مجھ سے ابوبکرؓ پر کچھ سختی ہوئی ہے۔ اس خیال سے کہ وہ شکایت نہ کر دیں۔ میں پہلے ہی معافی مانگنے آ گیا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے بات ختم ہی کی تھی۔ کہ آپ بھی مجلس میں جا پہنچے۔ اور خیال کیا کہ میں بھی اپنی شکایت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کر دوں۔ چنانچہ آپ لے آگے قدم بڑھائے تا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدمت میں اپنا بیان پیش کریں۔ لیکن پیشتر اس کے حضرت ابوبکرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتے۔ آپ نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کر کے جواب دینا شروع کیا۔ اس وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے لوگو تم کو کیا ہو گیا۔ کہ جب تم سب میری اور

اسلام کی مخالفت

کرتے تھے۔ اس وقت صرف ابوبکرؓ تھا۔ جو میری تائید کیا کرتا تھا۔ کیا تم اب بھی ہم دونوں کو دکھ دینے سے باز نہیں آتے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ سن کر کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عمرؓ پر ناراض ہوئے ہیں آگے بڑھے اور گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنا شروع کیا۔ یا رسول اللہ غلطی میری ہی ہے۔ آپ عمرؓ پر خفا نہ ہوں۔ اب دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قلوب کی کس طرح صفائی کر دی تھی۔ اگر تم میں سے کوئی شخص ہوتا۔ تو وہ نہ صرف معافی نہ مانگتا۔ بلکہ یہ کہتا۔ یا رسول اللہ آپؐ نے اس کے جرم کو کم سمجھا ہے اس نے ظلم زیادہ کیا تھا۔ بیسیوں دفعہ میں نے دیکھا ہے۔ کہ اگر ہم کسی شخص کو اس کے جرم کی سزا دیتے ہیں تو دوسرے کہتے ہیں۔ اس کا جرم تو بہت زیادہ تھا۔ اسے

جماعت سے خارج

کیوں نہیں کر دیا گیا۔ اس کو جماعت سے خارج کر دینا چاہیئے تھا۔ اسے مرتد قرار دے دینا چاہیئے تھا۔ اس کو اس اس طرح پیسنا چاہیئے تھا۔ اور ادھر یہ حالت ہے۔ کہ ایک آدمی پر ظلم کیا جاتا ہے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی حمایت بھی کرتے ہیں۔ لیکن وہ برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ آپؐ دوسرے شخص پر ناراض ہوں۔ یا تو وہ اپنی بریّت کرنے آیا تھا۔ اور یا وہ یہ کہتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ قصور میرا ہی ہے۔ یہ تغیر ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیدا کیا۔ بنو امیہ اور بنو عباس اپنے سارے

سرمایہ اور طاقت سے بھی پیدا نہ کر سکے۔ اس وقت کئی ایسے لوگ موجود تھے جنہیں

بنو عباس اور بنو امیہ کی حکومتیں

روپیہ دیتی تھیں۔ لیکن اندرونی طور پر ان کے دشمن تھے۔ برامکہ کو دیکھ لو۔ بنو عباس نے اس خاندان کو کتنی عزت دی۔ انہیں غلامی سے اٹھا کر بادشاہ بنا دیا۔ لیکن بنو عباس کی سلطنت کے خلاف برامکہ کے خاندان نے سازش کی۔ اور آخر ہارون الرشید کو مجبور ہو کر اس خاندان کے لوگوں کو قتل کرانا پڑا۔ اس کے مقابلہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کچھ بھی نہیں تھا آپ اپنے ماننے والوں کو یہی فرماتے تھے۔ قربانیاں کرو چنانچہ وہ روپیہ دیتے تھے۔ قربانیاں کرتے تھے اور سمجھتے تھے۔ کہ آپ نے ان کو قربانی کا ارشاد فرما کر ان پر احسان کیا ہے۔ آپ کا حکم سنتے ہی وہ اپنی جان اور مال قربان کر دیتے تھے۔

پس اللہ تعالےٰ نے ہر قوم کو جسے اس نے کھڑا کیا ہے یہ نظارہ دکھا دیا ہے۔ تا اسے یہ خیال پیدا نہ ہو۔ کہ اس نے جو وجاہت اور شان حاصل کی ہے۔ وہ اس کے زور اور قوتِ بازو کے نتیجہ میں ہے۔ وہ اپنی اس حالت کو دیکھیں۔ اور غور کریں۔ کہ جب وہ کمزور تھے۔ تو ان کے کام کا کیا نتیجہ نکلا۔ اور اب جبکہ وہ تعداد میں بڑھ گئے ہیں۔ اور ان کی مالی حالت بھی بہت ترقی کر گئی ہے۔ ان کے کام کا کیا نتیجہ نکل رہا ہے۔ پھر کوئی اور ترقی یافتہ قوم ہو۔ تو تم کہہ سکتے ہو۔ کہ ان کے پاس وہ شان نہیں تھی۔ لیکن یہاں تو یہ ہو رہا ہے۔ کہ ایک وقت میں جو قوم کامیاب اور کامران تھی۔ اسی کی نسل اپنے اس کام میں ناکام ہو جاتی ہے۔ جس میں ان کے ماں باپ بہت تھوڑے سے ہوتے ہوئے کامیاب ہو گئے تھے۔ اس سے پتہ لگتا ہے۔ کہ اس وقت خدا تعالےٰ خود انہیں ترقی دے رہا تھا۔

پس تم اپنے کاموں میں خدا تعالےٰ پر نظر رکھو اس کے سامنے جھکو۔ اس سے دعائیں کرو مصائب جب آتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو مخفی ہوتے ہیں۔ ان کا کسی کو پتہ نہیں ہوتا۔ اسی رتن باغ میں میں نے بعض خطبے پڑھے تھے۔ اگر تمہارا حافظہ ٹھیک ہے۔ تو تمہیں یاد ہوگا۔ جب

تقسیم ملک کے وقت

جماعت نے اچھا کام کیا۔ تو سب طرف سے اس کی تعریفیں ہو رہی تھیں۔ میں نے اس وقت کہا تھا۔ کہ تمہاری یہ تعریفیں جو اب ہو رہی ہیں۔ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہیں گی یہی لوگ تمہاری مخالفت کریں گے۔ اس لئے تم ان تعریفوں کو سن کر سست نہ ہو جاؤ۔ لیکن تمہارے دماغوں پر یہی اثر تھا۔ کہ یہ لوگ ہماری تعریفیں کر رہے ہیں۔ اگر ہم نے تبلیغ شروع کر دی۔ تو یہی لوگ ہمارے مخالف ہو جائیں گے۔ لیکن اس کے بعد وہ کچھ ہوا جس کا کسی خیال بھی نہ تھا۔ اور جماعت کو یہ پتہ لگ گیا۔ کہ ان تعریفوں کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ اصل تعریف وہی ہوتی ہے جو خدا تعالےٰ کرتا ہے۔ جو تعریف خدا تعالےٰ

کرتا ہے۔ وہ قیامت تک جاتی ہے۔ لیکن انسان آج خوشامد کرتا ہے۔ اور کل گالیاں دینے لگ جاتا ہے میرے ہی زمانہ میں جماعت کے بعض لوگوں کو پانچ سات مرتبہ ٹھوکر لگی۔ وہ لوگ میرے خطبے سنتے تھے۔ اور جھومتے تھے۔ میرے ہاتھ چومتے تھے۔ لیکن بعد میں انہیں ٹھوکر لگی۔ تو انہوں نے مجھے غلیظ ترین گالیاں دیں۔ اخبارات میں میرے متعلق

جھوٹی اور فحش خبریں

اور مضامین شائع کئے۔ اگر ان کا زور چلتا۔ تو جس کا نام محمود تھا۔ اس کا نام ذلیل ہو جاتا۔ لیکن اس کا محمود نام خدا تعالےٰ نے رکھا تھا۔ اس لئے وہ تمام فتنوں میں اسے محمود ہی بناتا جاتا تھا۔ بعض دوست آئے۔ اور ایک وقت انہوں نے خوب اخلاص دکھایا۔ اور ہمیں بھی ان سے بعض امیدیں پیدا ہو گئیں۔ لیکن بعد میں وہی لوگ دشمن ہو گئے اور انہوں نے یہ خیال کر لیا۔ کہ اسے ہم لوگوں نے ہی عزت دی ہے۔ اور اب ہم لوگ ہی اسے ذلیل کریں گے۔ میری خلافت کا غالباً دوسرا سالانہ جلسہ تھا۔ یا پہلا ہی جلسہ تھا۔ تو لاہور سے ایک چھپا ہوا اشتہار مجھے پہنچا۔ اس میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی کا یہ اعلان تھا۔ کہ میں نے اسے خلیفہ بنایا تھا۔ اور اب میں ہی اسے معزول کرتا ہوں۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دوستانہ تعلقات تھے۔ لیکن جب آپ نے

مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ

کیا۔ تو مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے یہی کہا۔ کہ میں نے انہیں عزت دی تھی۔ اور اب میں ہی انہیں ذلیل کروں گا۔ اب دیکھو دونوں میں سے کس کی بات درست نکلی۔ بعض دوستوں پر یہ خیال تھا۔ کہ وہ بڑھانے والے ہیں۔ انہوں نے بعد میں مقابلہ کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذلیل کرنا چاہا۔ لیکن آپ کو مسیح اور مہدی خدا تعالےٰ نے بنایا تھا۔ اس لئے اس نے کہا۔ میں آپ کو ترقی دوں گا۔ آپ کو بڑھاؤں گا۔ اور آپ کے دشمنوں کو ناکام و نامراد بناؤں گا۔ چنانچہ ایک دن ایسا ہی آیا۔ جب عیسائیوں کی طرف سے آپ پر مقدمہ دائر ہوا۔ تو یہ مولوی عیسائیوں کی تائید میں آپ کے خلاف عدالت میں پیش ہوئے۔ اور انہوں نے کہا اس شخص سے امید ہی یہی تھی۔ کہ وہ اس کو قتل کرا دیں گے۔ بعض بے وقوفیوں کی وجہ سے مجسٹریٹ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی پر ناراض ہوا مجسٹریٹ نے کہا۔ تم عدالت کی ہتک کر رہے ہو۔ اور غصہ میں آ کر کہا۔ عدالت سے نکل جاؤ۔ اس وقت بہت سے لوگ عدالت کے باہر جمع ہو گئے تھے۔ اور وہ

عدالت کے فیصلہ کا انتظار

کر رہے تھے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی نے خیال کیا۔ کہ مجسٹریٹ نے جو سلوک مجھ سے کیا ہے۔ اس کا ان لوگوں کو پتہ نہ لگے۔ کسی شخص کی چادر بچھی ہوئی تھی مولوی محمد حسین اس چادر پر بیٹھ گئے۔ اور سمجھا۔ کہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ اس شخص نے میرے اعزاز اور احترام کی وجہ سے اپنی چادر بچھا دی ہے لیکن وہ چادر پر بیٹھے ہی تھے۔ کہ چادر کے مالک نے کہا۔ میری چادر کو پلید نہ کرو۔ تم مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کے لئے عدالت میں آئے ہو۔ تمہیں کوئی حق حاصل نہیں۔ کہ میری چادر پر بیٹھو۔ گویا مولوی محمد حسین بٹالوی کا تو یہ خیال تھا۔ کہ مرزا صاحب کو مقام ماموریت پر میں نے ہی کھڑا کیا ہے۔ لیکن خدا تعالےٰ نے بتلایا تم میرے مامور کو ذلیل کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ میں تمہیں سفید چادر پر بھی نہیں بیٹھنے دوں گا۔

پس انسان کی دی ہوئی عزت اور اس کی تعریفیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ اصل عزت وہی ہے۔ جو خدا تعالےٰ دے۔ اور

اصل تعریف وہی ہے جو خدا تعالیٰ کرے

مومن کو اسی کی طرف جھکنا چاہیئے۔ اور اس سے مانگنا چاہیئے۔ جو چیز خدا تعالےٰ دے گا۔ وہ اسے واپس نہیں لے گا۔ لیکن انسان ممکن ہے۔ ایک عرصہ کے بعد تمہارا دشمن ہو جائے اور تمہیں ذلیل کرنے کی کوشش کرے۔ پس تم خدا تعالےٰ سے مانگو۔ اور اس چیز کی خواہش نہ کرو۔ جو چھینی جا سکتی ہے۔ اس کے ساتھ کچھ عرصہ کے لئے تمہیں دنیا میں عزت حاصل ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ کے نزدیک اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

پس تم خدا تعالےٰ سے دعائیں کرو۔ دعاؤں میں بڑی تاثیر ہوتی ہے۔ تم خدا تعالےٰ سے اس کا فضل طلب کرو۔ کیونکہ جب خدا تعالےٰ کا فضل آئے گا۔ تو کوئی انسان تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ لیکن اگر خدا کا فضل نہ ہو۔ تو تم موجودہ تعداد سے لاکھ گنا بھی بڑھ جاؤ۔ تو تمہاری کوئی عزت نہیں۔ مسلمانوں کو دیکھ لو۔ اس وقت ان کی تعداد ۴۰ کروڑ کے قریب ہے۔ لیکن اس وقت جو ان کی حیثیت ہے۔ وہ یورپ کی چھوٹی چھوٹی طاقتوں سے بھی کم ہے۔ لیکن ایک زمانہ تھا۔ جب مسلمانوں کی تعداد چالیسواں حصہ تھی یعنی بنو امیہ کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی تعداد پچاس لاکھ تھی۔ یا بنو عباس کے زمانہ میں جب ان کی طاقت دو تین کروڑ تھی۔ اس وقت ساری دنیا نے ان کے سامنے سر جھکا دیا تھا۔ پس تعداد اپنی ذات میں ایسی چیز نہیں۔ کہ اس پر فخر کیا جائے۔ جن لوگوں کے ساتھ

خدا تعالیٰ کا فضل

ہوتا ہے۔ وہ تھوڑے بھی ہوں۔ تو بہت ہوتے ہیں۔ اور جن لوگوں کے ساتھ خدا تعالےٰ کا فضل نہیں ہوتا۔ وہ زیادہ تعداد میں بھی ہوں تو تھوڑے ہوتے ہیں۔

بقیہ صفحہ ۱ کالم نمبر ۴ سے آگے

و نامراد کر دیں تا دشمن یہ جان لے کہ حضور جن مقاصد عالیہ کے لئے جماعت کو پکارتے ہیں جماعت اپنے مالی ایثار اور روحانی ترقی سے لبیک کہتی ہے۔ اور دشمن کا یہ خیال خام ہے۔ کہ وہ جماعت کو اس مقاصد عالیہ سے ذرہ بھر بھی ہٹا سکے گا۔ بلکہ احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ ابتلاء ان کو ہر وقت کو دور کرتے۔ ان کو چست کرنے اور زیادہ سے زیادہ مجسمہ قربانی و ایثار بنانے کے لئے آ رہے ہیں۔ اور الٰہی سلسلے ابتلاؤں سے ضرور دوچار ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی ہلاکت کے لئے نہیں بلکہ شاہراہ ترقی پر ان کو تیز گام کرنے کے لئے اور جماعت ہر لمحہ قربانیوں میں ترقی کرے گی اور اس قدر قربانیوں کا معیار بلند کرے گی کہ

ولادت:- ۲۲ مارچ کو اللہ تعالیٰ نے بھائی بہادر خان صاحب درویش کو پہلا بچہ عطا کیا ہے۔ احباب سے نومولود کے باعث برکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

افکار و آراء

(ہفت روزہ ... نوجوان ... کا مستقل اصلاحیہ ...)

یہ تعصب۔ یہ بغض۔ یہ جہالت اور یہ بزدلی!

(از نوجوان)

تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانے میں
محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے

یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے بُرا تو نے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاض طور ہوتا ہے

سکوم ہیں!

شجاعت، بہادری اور دلیری یہ نہیں کہ جو شخص جھگڑے کا حامی نہ ہو اس کے جھگڑا مارا جائے بلکہ شجاعت، بہادری اور دلیری یہ ہے کہ جو شخص جس فن کا ماہر ہو اسی کو اس فن میں شکست دی جائے پہلوان کے مقابلے کے لئے پہلوانی کی ضرورت ہے۔ عالم کو مارنے کے لئے علم کا ہتھیار چاہیئے مناظر کو نیچا دکھانے کے لئے مناظرے کے داؤ پیچ سے کام لینا پڑتا ہے، اور تلوار کے دھنی کی بات نیچی کرنے کے لئے تلوار ہی کی ضرورت ہوتی ہے۔

مگر اس کو کیا کیا جائے ۔ زمانہ نے ایسا پلٹا کھایا ہے۔ کہ جو شخص جھگڑے کا حامی نہیں اس کو جھگڑے سے مارنے کی کوشش ہوتی ہے۔

تاریخ پکار پکار کر کہتی ہے کہ ہر زمانے میں اور ہر ملک و قوم میں مجتہدین و مصلحین کو اپنے دشمنوں کے ہاتھوں سینکڑوں مشکلات میں گھرنا پڑا۔ رسوا ہونا پڑا۔ گالیاں سننی پڑیں۔ کسی کو پیٹا گیا کسی کو سنگسار کیا گیا کسی کو دہکتی آگ میں جھونک دیا گیا۔ کوئی ملک سے نکل جانے پر مجبور ہوا۔ کسی کو اپنے عزیزوں اور دوستوں کو چھوڑنا پڑا۔ کسی کو زبان اور زمین چھوڑنی پڑی۔ کسی کو صلیب پر چڑھا دیا گیا۔ اور کسی کو جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ جنہوں نے مذہب۔ ملت اور ملک کے لئے اپنے آپ کو دشمنوں کا شکار بنا لیا۔ وہ تو قوم اور خدا کے پیارے ہو گئے۔ لیکن جنہوں نے اس کی مخالفت کی۔ ظلم و ستم کیا حملے کئے۔ وار کئے وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مذہب۔ ملت اور ملک کے خوبصورت چہرے پر ایک بہت بڑا بدنما داغ بن کر رہ گئے۔

ہمارے ملک میں جو بدسلوکی اور بے انصافی ایک پُر امن اور عدم تشدد والے فرشتہ سیرت انسان گاندھی جی سے ہوئی۔ اس کو ہم ہرگز ہرگز نہیں بھول سکتے ۔ ہاں گاندھی جی شہید ہوتے ہوئے بھی اپنا نام روشن کر گیا۔ لیکن آپ کا جاہل اور بزدل قاتل گاڈسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا اور اپنے خاندان کا نام تباہ کر گیا اور اس طرح مذہب ملت اور ملک کا غدار بھی ثابت ہوا۔

شیکسپیئر کا قول ہے۔ کہ ایک بہادر شخص ایک ہی بار مرتا ہے۔ اور جب مرتا ہے زمین اٹھتا ہے۔ لیکن ایک بزدل شخص اپنی موت کے پیشتر سینکڑوں بار مرتا ہے۔

بات ہے بھی کچھ ایسی ہی کہ ۔

بہادر اپنی جان ہتھیلی پر لئے پھرتے ہیں۔ اور غازیوں کی یہ شان ہے کہ وہ سر سے کفن باندھے رہتے ہیں۔ مگر بزدلوں کا کیا پوچھنا ۔ کبھی علم و عمل والے کا علم و عمل سے سامنا نہیں کرتے اور کھلے بندوں میدان میں نہیں اتر آتے ۔ ایک معصوم انسان کی نیک سیرت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر اس کی بے سرو سامانی کی انجان حالت میں اچانک حملہ کر دیتے ہیں۔ قوم کا بغض، تعصب، جہالت اور بزدلی اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے ہنگامی جذبات میں ایسی کھو جاتی ہے کہ بھلائی اور برائی کی تمیز تک نہیں رہتی۔ یہ نہیں سوچتے کہ ہمارے فلاں غلط نظریئے اور رویہ کا خود ہماری قوم پر کس قدر بُرا اثر ہوگا۔ اور ہمارے ساتھ ہمسایہ قومیں جو ہیں ان پر ان کا ردعمل کیا ہوگا۔ یہ تعصب یہ بغض، یہ جہالت اور یہ بزدلی اپنی قوم میں دیکھ کر نوجوان غیرت قومی سے زمین میں گڑا جاتا ہے یکساں کا انصاف اور کونسا قانون ہے۔ کہ ہم صرف اس لئے ایک شخص یا ایک جماعت یا ایک قوم جو ہم سے یا ہمارے نظریوں سے اتفاق نہیں کرتی۔ تو ہم اس کو موت کے گھاٹ اتار دیں؟

چاہیئے تو یہ تھا کہ ہم اپنے جداگانہ نظریوں کے متعلق آپس میں ذہنی ناتفی سے پُرامن طور پر تبادلۂ خیالات کرتے اور پیچیدہ مسائل پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے اور پھر کسی ایسے فیصلے کی کوشش کرتے جو ہم کو شیر و شکر بنا دے ۔ مگر اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ ایک فریق کو دوسرے سے اختلاف ہو گیا۔ اس صورت میں جو از فرض تھا۔ کہ ہم اپنے ذاتی اور اصولی اختلافات کی تلخیوں کو انسانی محبت اور رواداری کے شیریں شربت میں بدل دیتے۔ لیکن شومئ قسمت سے ہم نے اختلافات کے سوئے فتنے کو جگایا۔ اور ایک اقلیت پر اکثریت کا زہر اور دبدبہ ڈالتے ہوئے قوم کی قوم کو مٹھی بھر پُر امن احمدیوں کے خلاف

بھڑکا دیا۔ بھڑک عدت نے انصاف اور حق کا ساتھ دیا۔ اور ہمیں لینے کے دینے پڑ گئے زدپی ناکامی اور نامرادی کے آنسو پونچھ کر رکھنے کے لئے آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھ اور قلب کو جہالت کی گرمی سے گرما کر یہ ناپاک سازش کی ہو بھیٹانیں، پتے، پھول پھل کو اب کیا کا ٹیں۔ جڑ ہی کو کاٹ کر پھینک دیں گے: اس خیال کا آنا ہی تھا کہ سازشیں کی کڑیاں موقع کی تاک میں لگ گئیں ۔ آخر بہت دنوں کی سوچ بچار کے بعد ایک بدبخت انسان نے کمر باندھ لی کہ میں آج امام جماعت احمدیہ کو چھرا گھونپ دوں گا۔ چنانچہ ۱۰ مارچ کو حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نماز عصر سے فارغ ہو کر نکلے ہی تھے۔ کہ ظالم دشمن کا چھرا اپنے پورے زور کے ساتھ اچانک طور پر آپ کی معصوم گردن پر پڑا قدرت کی خداوندی جوش میں آگئی۔ اور دوز خ موت سے کہا کس کی مجال ہے۔ کہ ہمارے سوا کسی کی جان لے۔ گو گردن زخمی ہو گئی۔ لیکن حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی جان بچ گئی کمبخت قاتل اس کا مصداق ہو کر رہ گیا ؎

مارنے بھی نہ پائے تھے گرفتار ہو گئے

مخالفین نے اس بزدلی کو بہادری سمجھ کر بغلیں بجانا شروع کر دیا ۔ ان کی خوشی کا یہ عالم تھا۔ کہ اتنا بھی نہ سمجھ سکے کہ ان کی بزدلانہ سازش بھی ناکام ہو گئی۔ آخر اخباروں نے انہیں معلوم کرا دیا کہ

مرزا زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے اور اس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک کہ مالک حقیقی کی جانب سے آپ کو بلاوا نہ آجائے۔

اے جاہل اور نادان زمانے! کب تک تو آنکھوں پر تعصب کی پٹی باندھے واقعات سے منہ پھیرتا رہے گا۔ ذرا دیکھ تو سہی تیرا خطرناک خنجر اور خوفناک سازش کیونکر ناکام ہوئی۔ اور جس کو قتل کرنے گیا۔ اس کو خدا تعالے نے کیونکر بچا لیا اور تجھ کو کس طرح زندہ گرفتار کرا دیا ۔ تیرا گرفتار ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ تیرے ساتھی بھی ایک ایک کر کے گرفتار ہو جائیں گے۔

ذرا اس قاتل سے دریافت کیا جائے کہ بے چارے کی اب کیا حالت ہے؟ پہلے تو وہ اپنی جہالت کے عالم میں دیوانہ ہو کر نکلا تھا۔ ٹھوکر لگی اور ہوش آ گیا ۔ بے چارے کی حالت، اگر وہ نیک فطرت ہے تو یہ ہوگی انسانیت کا نیک جذبہ اس کے جذبہ جہالت سے ٹکراتا ہوگا۔ اور اس کا ضمیر محسوس کرتا ہوگا کہ ہائے یہ میں نے کیا کیا اور کیا ہو گیا۔

اگر وہ درندہ فطرت ہے تو وہ اپنی جہالت کے تحت اپنی ناکامی و نامرادی پر آنسو بہاتا ہوگا اور اس کے ساتھی جو اس سازش میں شامل تھے ان کے مکانوں میں صفِ ماتم بچھ گئی ہوگی۔ اور وہ جو تحریک احمدیت کی مخالفت میں زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہے۔ وہ اپنا سینہ پیٹ پیٹ کر ہائے واۓ میں مصروف ہوں گے۔

اے جاہل اور ظالم زمانے! اتنا ستمگر نہ ہو ہم سب کو آخر ایک دن اللہ تعالےٰ کے حضور میں حاضر ہونا ہے۔ صداقت سے منہ موڑ لینا صادقین کی علامت نہیں ۔ دیکھ اپنی آنکھوں سے تعصب کی پٹی اتار کر دیکھ! تیرے تمام منصوبے اور تیری تمام سازشیں بے کار ہو گئیں۔ جسے اللہ رکھے اُسے کون چکھے یا یہ خود بھی ایک نشانی ہے۔ جس کو ہر آنکھ رکھنے والا دیکھتا ہے۔ اندھے ہیں وہ جو اس صداقت کو دیکھ نہیں پاتے! کچھ تو خدا کا پاس کر کچھ تو اللہ سے ڈر اور کچھ تو غور کر کہ آخر تیری اس ہستی کا مقصد کیا ہے۔ نوجوان کو تو سوائے محبت اور الفت کے کچھ نہیں بھاتا۔ یہ بغض، یہ تعصب، یہ جہالت اور یہ بزدلی تجھے تباہ کر دے گی ۔ تیری جبیت تو اس میں ہے۔ کہ تو سراپا محبت بن جا۔ تجھ کو تو رواداری اور سلامتی کا ایک جیتا جاگتا مجسمہ بن جانا چاہیئے۔ ضروری ہے کہ تیرے ہر لفظ سے شہد شیریں کی بوندیں ٹپکیں تیری سوا دنیا کی خیر خواہی ہو۔ کیا ہندو۔ کیا عیسائی کیا سکھ اور پارسی سب تیری خیر خواہی سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ تو محبت اور ملنساری کا دلدادہ ہے۔ اور تو اس وقت تک سلامتی کا شہزادہ نہیں بن سکتا۔ جب تک تو انسان کو چاہنے کے قابل نہیں۔ یہ دن تو ہمارے میل ملاپ کے ہیں اسی میں ہماری زندگی ہے۔ ورنہ موت یقینی ۔ علامہ اقبال فرماتے ہیں۔ کہ دنیا میں تعصب اچھی چیز نہیں اس لئے اس کو چھوڑ دینا چاہیئے ؎

تعصب چھوڑ ناداں دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری جن کو سمجھا ہے بُرا تو نے

کیا اب بھی تجھے اپنی قوم کا پاس نہیں؟ کیا تو حالات سے سبق نہ لے گا؟ خوابِ غفلت سے اٹھ، اپنی جہالت چھوڑ، انسانیت کا خیال کر اور اپنے اندر ایسا ولولہ محبت پیدا کر جس کے نور سے سراپا نور بن جائے۔

کیا ہی خوب فرمایا علامہ اقبال نے ؎

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاضِ طور ہوتا ہے

دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے قلب کو نوع انسان کی محبت سے گداز کر دے۔ اور قوم کے ہر فرد کو قومی احساس اور قومی ہمدردی کا جوش و جذبہ عطا فرمائے۔ اور دین کی دولت سے ہمیشہ ہم کو مالا مال کر دے۔ آمین یا رب العالمین۔

زکوٰۃ کو ادا کرنا اپنے مالوں کو پاکیزہ کرنا ہے۔

انبیاء کی صداقت کا معیار اور معجزہ کی حقیقت

آریہ ویر جالندھر کے جواب میں

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل انچارج جامعۃ المبشرین قادیان)

آریہ ویر جالندھر کے مارچ کے رشی بودھ نمبر میں کرامت کے زیر عنوان ایک مضمون درج ہے جس میں لکھا ہے کہ ازمنہ گذشتہ میں مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے اپنے نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اپنے اس دعوے کے ثبوت میں انہوں نے معجزہ کو معیار صداقت ٹھیراتے ہوئے معجزے دکھانے کے دعوے کئے ان میں سے نوح۔ موسیٰ۔ عیسیٰ۔ محمد صلعم اور مرزا غلام احمد قادیان کو میاب نبی سمجھے جاتے ہیں۔ اور ان کی طرف کئی قسم کے معجزات منسوب کئے جاتے ہیں۔

مضمون نگار نے اپنی طرف سے معجزہ کی حقیقت اور اس کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ معجزات خارق عادت کا نام ہے۔ جو کام انسانی قدرت و طاقت سے بالا ہو۔ جس کام کے کر سکنے میں انسان عاجز آجائے۔ قانون قدرت کے بھی خلاف ہو۔ اس کا نام معجزہ ہے وہ لکھتے ہیں۔ کہ قانونِ قدرت کے خلاف کوئی بھی فعل کسی انسان کے ذریعہ سے سرزد نہیں ہوسکتا اس سے ان کا مدعا یہ ظاہر کرنا ہے۔ کہ چونکہ معجزہ قانون قدرت کے خلاف فعل کا نام ہے اور وہ کسی انسان سے وقوع میں نہیں آسکتا۔ اس لئے اس سے معجزہ صادر نہیں ہوسکتا۔ پس ان کا دعویٰ رسالت و نبوت بھی صحیح نہیں۔ گویا جملہ مدعیان نبوت ان کے نزدیک نعوذ باللہ من ذالک جھوٹے اور مفتری ہیں۔

کیا نبی کا معجزہ خلاف قانونِ قدرت ہونا چاہیئے

اصل بات یہ ہے کہ معجزہ کی حقیقت پر غور نہیں کیا گیا۔ کسی مدعی نبوت سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ ایسا معجزہ دکھائے جو قانونِ قدرت کے خلاف ہو۔ درست نہیں۔ ایسا مطالبہ صرف اسی صورت میں کسی سے ہوسکتا ہے جبکہ وہ نبوت کی بجائے خدائی کا دعویدار ہو۔ مدعی الوہیت سے بے شک یہ مطالبہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ بھی اپنی خدائی کا کوئی کرشمہ دکھا دے یا موجودہ قانونِ قدرت کو تبدیل کر دے۔ لیکن کسی مدعی نبوت سے ایسا مطالبہ کسی صورت میں بھی درست نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ خدا تعالےٰ کی طرف سے آنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ نہ کہ اس کے مخالف کھڑا ہونے کا وہ اس کی نشاء سے نشان دکھا کر اپنا منجانب اللہ ہونا ثابت کرتا چاہتا ہے۔ اسی طرح اپنے آپ کو خدا کا تابع بتاتا ہے۔ نہ کہ خدا کے مدِ مقابل۔ پس یہ کہنا کہ نبی کا معجزہ خلاف قانون قدرت ہونا چاہیئے درست نہیں ہے۔

انبیاء کے معجزات

انبیاء کی طرف سے اس قسم کے معجزات دکھانے کا اعلان ہوتا ہے۔ اس کی حقیقت صرف اسی قدر ہے کہ وہ اپنی تائید میں ایسے امور دکھاویں جنہیں کوئی دوسرا نہ دکھا سکے قانونِ قدرت کے خلاف کوئی امر دکھانے کا دعوےٰ خدائی کے دعوے کے مترادف ہے۔ اور ان سے ایسے نشان کا مطالبہ ان کے دعوے کو خدائی کا دعویٰ قرار دینا ہے

قرآن کریم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر سے اس فرق کو واضح کر رکھا ہے۔ جس کی مثال کسی دوسری الہامی کتاب میں ملنی محال ہے۔ اور یہ کہ اس کے ان کمالات اور علمی اعجازات میں سے ہے۔ جنہوں نے دنیا کو اس مقابلہ سے عاجز کر رکھا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے زمانہ کے ایک مدعی الوہیت بادشاہ کا مکالمہ درج ہے جب اس بادشاہ نے اپنے دعوائے الوہیت پیش کیا۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کے سامنے اس قسم کے معجزہ کا مطالبہ پیش فرمایا۔ جو ایسے دعویدار الوہیت سے ہونا چاہیئے۔ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تو سورج کو مشرق سے لاتا ہے۔ اگر تو بھی خدا ہے۔ تو اسے مغرب سے لے آ۔ وہ اس کے جواب میں مبہوت رہ گیا۔ مگر بالمقابل اس نے آپ سے ایسے معجزہ کے دیکھنے کا مطالبہ کرنے کی جرأت نہ کی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان کا دعوےٰ الوہیت کا نہیں۔ کہ ان سے قانون قدرت کے خلاف معجزہ کا مطالبہ کیا جاوے سو یہ قرآن کریم کا کمالِ اعجاز ہے۔ کہ اس نے آج سے کئی سو سال پہلے ایک امی انسان کے ذریعہ سے ایسے وقت میں بیان کر دیا۔ جبکہ معجزہ کے متعلق اس قسم کی بحثوں کا کسی کو خیال بھی نہ آسکتا تھا۔

پس انبیاء سے اس قسم کے معجزات کا مطالبہ درست نہیں کیونکہ ان کا دعویٰ خدائی کا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کا دعویٰ صرف نبوت اور خدا کا پیغامبر ہونے کا ہوتا ہے۔ ان سے اس قسم کے معجزات کا مطالبہ نادانی ہے۔ ان کا تو یہ دعوےٰ ہوتا ہے۔ کہ جب خدا تعالےٰ اپنی مرضی سے ان کے ذریعہ کوئی ایسا نشان ظاہر کرتا ہے۔ جو حق و باطل میں فرق کر دے۔ قانونِ قدرت کے خلاف ہونا اس کے لئے شرط نہیں۔

معجزات کی دو قسمیں

اس بات کو دوسرے لفظوں میں یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے۔ کہ معجزہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کا تعلق مدعی الوہیت سے ہوتا ہے۔ اس کا مطالبہ اس سے ہونا چاہیئے یا اس سے جو کسی کی طرف خدائی کا دعوےٰ منسوب کرتا ہو۔ اس کا فرض ہے کہ وہ اس کا خلاف قانون قدرت کوئی معجزہ پیش کرے۔

دوسری قسم کا معجزہ وہ ہے۔ جس کا تعلق انبیاء سے ہوتا ہے۔ اور وہ ان کے ذریعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ اور فریق مخالف اس میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور اس سے عاجز رہتا ہے۔ اس دوسری قسم کے معجزہ کے ساتھ یہ شرط ہے کہ وہ خدا تعالےٰ کی منشاء کے ماتحت ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ اسے جس طور سے چاہتا ہے ظاہر کرتا ہے۔ نبی معجزہ کے تابع ہوتا ہے۔ نہ کہ معجزہ نبی کے۔ ہاں جو شخص خدائی کا دعویٰ کرتا ہے۔ وہ گویا یہ دعویٰ کرتا ہے کہ معجزہ اس کے تابع ہے۔ اس لئے اس سے ایسے معجزہ کا مطالبہ کیا جانا چاہیئے۔ جو قانونِ قدرت سے خارج ہو یا اس کے مخالف ہو۔ اس قسم کے معجزہ کا مدعی نبوت کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں وہ صرف دوسری قسم کے معجزات دکھاتے ہیں۔ یہی ان کا دعوےٰ ہوتا ہے۔ وہ انہی کے ذریعہ اپنے مخالفین پر غالب آتے ہیں ان کے نشانات قانونِ قدرت کی حد کے اندر ہوتے ہیں۔ نہ کہ اس کے برخلاف۔ لیکن بعض لوگ جنہوں نے ان کے نشانات کو نہیں دیکھا ہوتا ان کے نشانات کو اپنے تجربہ یا مشاہدہ کے خلاف سمجھ کر انبیاء کے نشانات کو امور خلاف قانونِ قدرت قرار دے کر ان پر پردہ ڈالنے کے لئے ان کے متعلق یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ یہ قانونِ قدرت کے خلاف ہیں۔ اس لئے ان کا وقوع ان سے ناممکن ہے۔ اس لئے وہ ماننے کے قابل نہیں۔ حالانکہ وہ قانونِ قدرت کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔ قانون قدرت ایک وسیع چیز ہے جس کی کوئی حد بست نہیں اور نہ کسی انسان نے اس کا احاطہ کیا ہے۔ بالکل ممکن ہے کہ ایک چیز کسی انسان کے مشاہدہ میں نہ آئی ہو۔ مگر قانون قدرت میں موجود ہو۔ جیسا کہ گذشتہ دنوں اہل قادیان نے ایک دودھ دینے والا بکرا دیکھا تھا۔ حالانکہ اس سے قبل ایسا بکرا دیکھنے کا ان کو کبھی موقع نہ ملا تھا۔

اعتراض اور اس کا جواب

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ دنیا میں لوگ ایجادیں کرتے رہتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان کے مقابلے سے عاجز ہوتے ہیں۔ تو کیا ان کا معجزہ نہ ہوگا۔ اور کیا ایسے لوگوں کو بھی ماننا ضروری ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کے ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ ان کی طرف سے ایسا کوئی دعویٰ نہیں ہوتا۔ کہ وہ خدا کی طرف سے آئے ہیں۔ اور یہ ایجاد کی تائید نبوت کے لئے ہے۔ کہ یہ سمجھا جائے کہ انہوں نے اپنی نبوت کے دعویٰ نبوت میں بطور نشان دکھا کر لوگوں کو عاجز کر دیا ہے۔

ہاں اگر کوئی موجد خدا تعالےٰ کی طرف سے ہونے کا دعویٰ کرے اور اس طرح سچے اور جھوٹے نبی میں اشتباہ پیدا کرنے کی کوشش کرے اور مخلوق خدا کو دعوت دے کہ گمراہ کرنے کے لئے اسے آلہ کار بناوے۔ تو اس کا یہ خلاج ہے۔ وہ ظالم ہے۔ خدا ظالم کو کبھی نہیں چھوڑ سکتا۔ اس کی جڑ یقیناً کاٹی جائے گی۔ کیونکہ وہ حق و باطل میں اشتباہ پیدا کر کے لوگوں کو دھوکا میں ڈالتا اور انہیں گمراہ کرنا چاہتا ہے۔

پس اصل بات یہی ہے۔ کہ معجزہ کی حقیقت پر غور نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے نفس معجزہ کے متعلق افراط و تفریط کی ایک رَو پیدا ہوگئی ہے کسی نے قانون قدرت کو اپنے محدود مشاہدہ و تجربہ میں محصور ٹھیرا کر ہر اس امر کو جو اس کی عقل میں نہیں آیا بجائے اپنے قصور فہم کا اعتراف کرنے کے اسے ناممکن قرار دے دیا ہے۔ اور کسی نے اس کے علل و اسباب و حقیقت کو نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے اسے غیر فطرتی قرار دے دیا ہے۔

درحقیقت معجزہ کے متعلق یہ ایک

درخواست دعا۔ میرے لڑکی صفیہ سلطانہ کی آنکھوں کی حالت میں کامیابی کے لئے احباب دعا فرمائیں۔ غلام محمد نون یاڑی پورہ۔

اصطلاحی غلطی ہے جس کی وجہ سے لوگ بحثوں کو ختم کرنے کی بجائے حقیقت سے اور بھی دور جا پڑے ہیں۔ قرآن کریم نے اس لفظ کو استعمال ہی نہیں کیا بلکہ وہ اس موقعہ کیلئے آیۃ۔ بینۃ۔ برہان اور سلطان کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ جن کے معنی نشان اور دلیل وغیرہ کے ہیں۔ جو انبیاء کی صداقت کو ثابت کرتا اور حق و باطل میں فرق کر دیتا ہو۔ چنانچہ قرآن کریم حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کے دلائل میں سے زندہ معجزات و دلائل کا مجموعہ ہے۔ اس میں ایسے نشانات ہیں۔ جو حقائق مسلمہ ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام برہان یعنی واضح دلیل رکھا گیا ہے۔ قرآن بجائے خود معجزہ ہے۔ جس کی مثل لانے سے لوگ عاجز ہیں۔ اور اس طرح حق و باطل میں فرق پیدا ہو گیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے معجزات کے متعلق جو وضاحت بیان فرمائی ہے۔ اس سے ہر شخص آسانی سے معجزہ کی حقیقت سمجھ سکتا ہے۔ آپ نے اسے مافوق القدرت کا درجہ نہیں دیا۔ بلکہ ایسے مشاہدات کے رنگ میں پیش فرمایا ہے۔ آپ نے معجزہ کا لفظ بیشک استعمال کیا ہے۔ کیونکہ وہ عام فہم اور مشہور لفظ ہے۔ مگر اس کی حقیقت بالکل کھول کر رکھ دی ہے۔ اپنے معجزہ کو نشان کے لفظ سے ادا فرمایا ہے۔ چنانچہ آپ نے تحریر فرمایا ہے:۔

"یاد رہے کہ معجزہ صرف حق و باطل میں فرق دکھلانے کے لئے اہل حق کو دیا جاتا ہے۔ اور معجزہ کی اصل غرض صرف اس قدر ہے۔ کہ عقلمند اور منصفوں کے نزدیک سچے اور جھوٹے میں ایک امتیاز قائم ہو جائے۔ اور اس حد تک معجزہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو مابہ الامتیاز قائم کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے"۔

پھر فرمایا:۔

"غرض اصلی اور مقصد حقیقی معجزہ سے حق و باطل میں یا صادق و کاذب میں ایک امتیاز دکھلانا ہے اور ایسے امتیازی امر کا نام معجزہ یا دوسرے الفاظ میں نشان ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

پھر فرمایا:۔

"نیز نوعیت معجزہ حسب حال زمانہ ہوتی ہے۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے کہ ہر ایک متعصب اور بد طبع کو کیسا ہی مصلحتِ الٰہیہ کے خلاف اور قدر ضرورت سے بڑھ کر کوئی معجزہ مانگے تو وہ بہرحال دکھلانا ہی پڑے۔ یہ طریق جیسا کہ حکمت الٰہیہ کے خلاف ہے۔ ایسا ہی انسان کی ایمانی حالت کو بھی مضر ہے۔ کیونکہ اگر معجزات کا حلقہ ایسا وسیع کر دیا جاوے کہ جو کچھ قیامت کے وقت پر موقوف ہے۔ وہ سب اسی دنیا میں بطور معجزہ ظاہر ہو سکے تو پھر قیامت اور دنیا میں کیا فرق ہو گا"۔ (نصرۃ الحق)

معجزہ کی تعریف

پھر آپ نے معجزہ کی ایک سہل اور عام فہم تعریف یوں بیان فرمائی ہے۔ معجزہ کی اصل حقیقت یہ ہے کہ معجزہ ایسے امر خارق عادت کو کہتے ہیں۔ کہ فریق ثانی اس کی نظیر پیش کرنے سے عاجز آ جاوے۔ خواہ وہ امر بظاہر انسانی طاقتوں کے اندر ہی معلوم ہوتا ہو۔ جیسا کہ قرآن شریف کا معجزہ جو ملک عرب کے تمام باشندوں کے سامنے پیش کیا گیا پس اگرچہ وہ بنظر سرسری انسانی طاقتوں کے اندر ہی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کی نظیر پیش کرنے سے تمام باشندے عاجز آ گئے۔ معجزہ کی حقیقت سمجھنے کے لئے قرآن کریم کا کلام نہایت روشن مثال ہے۔

پس معجزہ قانون قدرت کے خلاف کام کا نام نہیں۔ قرآن کریم نے اس لفظ کو استعمال نہیں کیا۔ بلکہ اس کی بجائے آیۃ کا لفظ رکھا ہے۔ جس کے معنی نشان کے ہیں۔ قرآن کریم کا ہر فقرہ ایک زبردست آیت ہے۔ اس کی عبارت اور مضمون کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور وہ ایک زبردست اعجاز ہے جس سے حق و باطل میں فرق ہوتا ہے۔ پس وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے باقی تمام انبیاء نے بھی خدا تعالیٰ کی تائید سے اپنی رسالت کے ثبوت میں نشانات دکھائے۔ دلائل پیش کئے جن کے ذریعہ سے حق و باطل میں فرق ہو سکتا تھا۔ اور ہوا۔ یہ الگ بات ہے کہ اپنے تعصب اور عداوت کی وجہ سے مخالفین نے ان سے فائدہ نہ اٹھایا اور صداقت سے محروم رہے۔

پس انبیاء نے جو کام کئے۔ مخالفین مقابلہ میں ان سے عاجز رہے۔ اور ان میں ان کا مقابلہ نہ کر سکے۔ انبیاء کے کاموں نے انہیں عاجز کر دیا۔ اسی وجہ سے وہ معجزے کہلائے۔ معجزہ کی یہی حقیقت ہے۔ اور اس کو دوسرے لفظوں میں آیۃ اور نشان کہا جاتا ہے۔ ان کے ہاتھ پر وہی نشان ظاہر ہوتے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ ظاہر کرنا چاہتا ہے اور جن کے متعلق وہ سمجھتا ہے کہ ان کا دکھانا ضروری ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ حکیم ہے۔ اور پھر وہ لوگوں کی مرضی کے تابع نہیں کہ جس قسم کا نشان و معجزہ لوگ مانگیں وہ اس کے دکھانے پر مجبور ہو جائے۔ ورنہ حاکم محکوم اور محکوم حاکم بن جائے گا۔

مضمون نگار نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ نہ دکھا سکنے کا خاص طور پر ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس وقت کے فقیہی اور فریسی آپ کے پاس آ کر معجزے کے طالب ہوئے مگر انہوں نے معجزہ دکھانے سے انکار کر دیا۔ اور کوئی معجزہ نہ دکھا سکے۔ جس پر انہوں نے ان کو صلیب پر لٹکا کر مار دیا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مضمون نگار نے اصل حقیقت کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ سراسر حق پوشی سے کام لیا ہے۔ کیونکہ مسیح علیہ السلام نے کلیتہً نشان دکھانے سے انکار نہیں فرمایا تھا۔ اور نہ حقیقت یہ تھی کہ انہوں نے نشان نہ دکھایا تھا۔ بلکہ انہوں نے اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت میں دوسرے تمام انبیاء کی طرح معجزات و نشانات دکھائے تھے۔ جن سے یہود نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا تھا۔ اور ان سے نئے نشانات کا مطالبہ کیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ان کو آخری نشان دکھانے کا وعدہ دے کر مزید نشان دکھانے سے انکار فرمایا تھا۔ انہوں نے ایک عظیم الشان نشان دکھانے کے وعدہ کے وقت صاف فرمایا تھا۔ کہ یونس علیہ السلام کا نشان انہیں دکھایا جائے گا۔ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے تھے۔ اور پھر اس سے زندہ ہی باہر نکلے تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی ایسا ہی نشان دکھانے کا وعدہ دیا تھا۔ اور اشارہ کیا تھا۔ کہ میں بھی پیش آنے والے حادثہ میں زندہ رہوں گا اور منصوبہ باز اپنے منصوبہ میں کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ آپ صلیب پر زندہ لٹکے اور اس سے زندہ اُترے۔ اور کمرہ نما قبر میں زندہ داخل کئے گئے۔ اور پھر اس سے زندہ باہر آئے۔ جس کا صحیح علم یہود کو نہ ہو سکا۔ اور وہ ان کی صلیبی موت وغیرہ کے متعلق شک میں پڑے رہے۔ قرآن کریم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل انہیں چیلنج کیا تھا۔ کہ وہ ان کی صلیبی موت کا ثبوت دیں۔ مگر آج تک ان کو اسے ثابت کرنے کی کبھی جرأت نہ ہوئی۔ تاریخ شاہد ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب سے بچ نکلنے کے بعد چپکے سے وہاں سے نکل آئے۔ اور پھر افغانستان کے راستہ پنجاب سے ہوتے ہوئے کشمیر میں اپنی بعض گم شدہ بھیڑوں یعنی بنی اسرائیل کے پاس آ گئے۔ اور ۱۲۰ برس کی عمر میں وفات پا کر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہوئے اور یوز آسف نبی اور شہزادہ نبی کے نام سے مشہور ہوئے۔ اور آج ان تاریخی حقائق کے اظہار نے پھر دوبارہ یہود و نصاریٰ کو حیرت زدہ کر دیا ہے۔ یہ کتنا بڑا زبردست معجزہ ہے اور نشان ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام سے ظہور میں آیا۔ جس نے حق و باطل میں امتیاز پیدا کر دیا۔ اور جس کے ذریعہ سے حضرت مسیح کی صداقت پر زبردست روشنی پڑتی ہے۔ کیا اس کے ذریعہ سے مسیح علیہ السلام کا وہ نشان پورا نہیں ہوا جس کا انہوں نے یہود کو وعدہ دیا تھا۔ اور کیا اس معجزہ نے مسیح کے مقابلہ میں ان کا عجز ثابت نہیں کر دیا۔ وہ مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مارنا چاہتے تھے۔ مگر خدا نے ان کو اس میں عاجز اور ناکام کر دیا یہ الگ بات ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے اپنی بعض خاص مصلحتوں کی بناء پر اس نشان کو معدوم کرنے کی کوشش کی۔ مگر تاریخی حقائق نے اس کی ساری قلعی کھول کر رکھ دی۔

مسیح علیہ السلام کے وہ الفاظ بائیبل میں اب تک موجود ہیں۔ جن کی طرف ہم نے اوپر اشارہ کیا ہے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ مضمون نگار نے سراسر حق پوشی سے کام لیتے ہوئے ان کا ذکر تک کرنا گوارا نہیں کیا۔ اور اس طرح خدا کے ایک سچے نبی کو معجزہ دکھانے سے منکر ہونے کا الزام دے کر وہ خود مورد الزام بن گیا ہے۔ مسیح کے وقتی انکار کو کلیتہً انکار سے تعبیر کرنا انصاف کی روح کے سراسر خلاف ہے۔ نبیوں کے متعلق یہ کہنا کہ انہوں نے معجزات نہیں دکھائے۔ ایسا ہی ہے جیسے کوئی سورج کو دیکھ کر بھی کہہ دے کہ اب رات ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے انبیاء کو حق و باطل میں فرق کرنے والے نشانات دیتا رہا۔ کیا یہ کوئی کم نشان تھا۔ کہ انکی پیشگوئیوں کے مطابق ان کے دشمن ناکام مغلوب اور تباہ ہوتے رہے۔ اور وہ اور ان کے ماننے والے اپنے مقاصد میں کامیاب۔ عقل بھی تقاضا کرتی ہے کہ ظالموں کی جڑ کاٹی جاوے سو اب سوچ کر دیکھ لو۔ کہ کس کی جڑ کاٹی گئی۔ حضرت نوح ابراہیم۔ موسیٰ۔ عیسیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے [illegible]

نتیجہ امتحان پیغام صلح

ذیل میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب پیغام صلح کا نتیجہ شائع کیا جاتا ہے۔ یہ امتحان نظارت ہذا کی طرف سے ۱۲ رفروری ۱۹۵۴ء کو لیا گیا تھا۔ اس امتحان میں کل نمبر ۵۰ رکھے گئے تھے۔ جن میں سے مکرمہ محترمہ عائشہ سلطانہ بیگم صاحبہ سکندر آباد ۴۴ نمبر حاصل کرکے سب سے اول آئیں۔ اور مکرم سید شہامت علی صاحب قادیان اور مکرم محمود احمد صاحب غوری کانکٹہ بیابار برابر ۴۴ نمبر حاصل کرکے دوم رہے۔ اور مکرم صالح محمد صاحب سکندر آباد اور مکرم شمس الدین صاحب بھرت پور ۴۱ - ۴۱ نمبر حاصل کرکے سوم رہے۔ نظارت ہذا ان سب کو اور امتحان میں کامیاب ہونے والوں کو مبارکباد دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو دوست کامیاب نہیں ہو سکے انہیں مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ چاہیئے کہ آئندہ امتحان میں زیادہ محنت کرکے شامل ہوں۔ کامیاب ہونے والے افراد کی سندات کامیابی امتحان نظارت ہذا کی طرف سے بھجوا دی گئی ہیں۔ اور اول۔ دوم۔ سوم رہنے والے افراد کو انعام بھی بھجوائے جا رہے ہیں۔

بالآخر احباب جماعت سے درخواست ہے کہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق کہ دوستوں میں علمی وسعت پیدا کرنے کے لئے مختلف اوقات میں کوئی کتاب مقرر کرکے اس کا امتحان لیا جایا کرے۔ زیادہ سے زیادہ امتحان میں شامل ہوا کریں۔ اور موجودہ حالات میں جبکہ یہ امتحان ہر زبان میں دیئے جا سکتے ہیں۔ احباب کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس دفعہ پیغام صلح کے امتحان میں انگریزی۔ مالاباری۔ بنگالی اور اڑیہ زبانوں میں بھی دوستوں نے امتحان دیئے ہیں۔ فجزاھم اللہ خیر الجزاء۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

نمبر شمار	نام امیدوار	مقام	حاصل کردہ نمبر
۱	مکرم مولوی عمر علی صاحب بنگالی	قادیان	۴۸/۵۰
۲	" سید شہامت علی صاحب	"	۴۴ دوم
۳	" مرزا محمد اسحاق صاحب	"	۲۷
۴	" قاضی عطاء الرحمٰن صاحب عباسی	"	۲۹
۵	" محمود احمد صاحب مبشر	"	۳۱
۶	" طیب علی صاحب بنگالی	"	۳۲
۷	" بشیر احمد صاحب حافظ آبادی	"	۲۵
۸	" احمد حسین صاحب	"	۲۳
۹	" مستری منظور احمد صاحب	"	۳۰
۱۰	" ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر	"	۳۰
۱۱	" ملک عبدالکریم صاحب (آسنور)	"	۳۰
۱۲	" محمد عبداللہ صاحب گوکتائی (رشی نگر)	"	۱۷
۱۳	" عبدالکریم صاحب وانی (آسنور)	"	۲۵
۱۴	مکرمہ نزہت آرا بیگم صاحبہ	"	۳۵
۱۵	" امۃ العزیز صاحبہ اختر	"	۲۸
۱۶	مکرم منشی عبدالستار صاحب	کٹک پلہ (اڑیسہ)	۳۳
۱۷	" عبدالمنان صاحب	"	۳۷
۱۸	" عبدالغفار صاحب	"	۲۶
۱۹	" شیخ قاسم علی صاحب	کرڈاپلی (اڑیسہ)	۳۰
۲۰	" محمد صدیق صاحب	"	۳۸
۲۱	" عبدالباری خان صاحب	"	۳۸
۲۲	" سید غلام ہادی صاحب	"	۲۳
۲۳	" سید ریاض الدین احمد صاحب	کوڈ ورڈ (اڑیسہ)	۳۰
۲۴	" شیخ مقبول علی صاحب	"	۲۲
۲۵	مکرمہ صالحہ بیگم صاحبہ	پٹنہ (بہار)	۳۵
۲۶	مکرم منصور علی صاحب	برہ پورہ "	۴۰
۲۷	مکرمہ صالحہ بیگم صاحبہ	بھاگلپور (بہار)	۲۵
۲۸	" سہیلہ بیگم صاحبہ	"	۲۳
۲۹	" عزیزہ خانم صاحبہ	"	۲۳
۳۰	" جمیلہ خانم صاحبہ	"	۳۰
۳۱	مکرم ملک شریف احمد صاحب	آرہ (بہار)	۳۰
۳۲	" " ظریف احمد صاحب	"	۲۹
۳۳	مکرمہ عظیمہ بیگم صاحبہ	"	۲۶
۳۴	مکرم محی الدین صاحب	"	۲۹
۳۵	" اے۔ پی حمید صاحب	کیننانور (مالابار)	۳۳
۳۶	" این۔ عبدالرحیم صاحب	"	۳۶
۳۷	" این ابراہیم صاحب	"	۲۲
۳۸	" پی عبدالحمید صاحب	پینگاڈی (مالابار)	۳۵
۳۹	" سی۔ ایچ عبدالقادر صاحب	"	۳۱
۴۰	" مولوی سی۔ پی۔ علی کوٹی صاحب	"	۳۲
۴۱	" اے سلیمان صاحب	"	۱۸
۴۲	" پی۔ احمد صاحب	"	۲۴
۴۳	" عبدالرزاق صاحب اندر	ہبلی (بمبئی)	۱۹
۴۴	" حضرت صاحب ابن محمد قاسم صاحب	"	۳۱
۴۵	" شیخ عبدالغنی صاحب	"	۲۷
۴۶	" داوا ابوالحی صاحب	"	۲۸
۴۷	" عبدالحی صاحب	"	۱۷
۴۸	مکرمہ ہاجرہ بی بی صاحبہ	"	۲۳
۴۹	مکرم عبدالکریم صاحب	سنسکرا (یو۔پی)	۲۷
۵۰	" محمد تقی صاحب	"	۲۶
۵۱	" محمد سعید صاحب	"	۲۸
۵۲	" سلطان احمد صاحب	"	۳۵
۵۳	" انوار محمد صاحب	"	۲۶
۵۴	" وجاہت احمد صاحب	"	۲۷
۵۵	مکرمہ امۃ السلام صاحبہ	بنارس (یو۔پی)	۲۶
۵۶	" زینت الاسلام صاحبہ	"	۲۴
۵۷	" نور الاسلام صاحبہ	"	۲۱
۵۸	مکرم یوسف احمد الہ دین صاحب	سکندر آباد (دکن)	۲۹
۵۹	" بشیر الدین صاحب	"	۲۸
۶۰	" سمیع الدین صاحب	"	۲۸
۶۱	" صالح محمد صاحب	"	۴۱ سوم
۶۲	" راشد احمد صاحب	"	۲۸
۶۳	" لطف اللہ صاحب	"	۱۷
۶۴	مکرمہ عائشہ سلطانہ بیگم صاحبہ	"	۴۴ اوّل
۶۵	" سیدہ بشیر النساء صاحبہ	حیدر آباد دکن	۳۰
۶۶	مکرم امیر احمد صاحب عارف	"	۳۱
۶۷	" محمد عبدالغنی صاحب	تیماپور (دکن)	۲۸
۶۸	" مبارک احمد صاحب	"	۳۵
۶۹	" شمس الضحیٰ صاحب	بھرت پور (بنگال)	۳۵
۷۰	" زین الحق صاحب	"	۳۰
۷۱	" محمد سعید صاحب	"	۱۹
۷۲	" شمس الدین صاحب	"	۴۱ سوم
۷۳	" ابوبکر صاحب	"	۳۰
۷۴	" عبدالستار صاحب	"	۲۰

(باقی صفحہ پر)

ایک نہایت ضروری اعلان

جملہ جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کے سیکرٹریان مال اور سیکرٹریان تحریک جدید کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اپنی جماعت کے ان احباب کی فہرستیں مکمل پتہ کے ساتھ علیٰحدہ علیٰحدہ دفتر تحریک جدید قادیان میں ارسال فرما دیں۔ جو تحریک جدید کے دفتر اول میں شامل ہیں۔ اور جنہوں نے انیس سال کا چندہ پورے کا پورا ادا کر دیا ہو۔ چونکہ انیس ۱۹ سالہ ریکارڈ تیار ہو رہا ہے۔ جو عنقریب کتاب کی شکل میں چھپ رہا ہے۔ ہر دوست کا پتہ درج ہونا چاہیئے جو وہ ریکارڈ میں محفوظ کروانا چاہتے ہیں۔

جو دوست انفرادی طور پر وعدہ کرتے اور چندہ ادا کرتے رہے ہیں۔ وہ بھی اپنا اپنا مکمل پتہ فوری طور پر دفتر تحریک جدید قادیان میں ارسال فرما دیں۔ اس معاملہ میں بہت احتیاط کی جانی ضروری ہے تاکوئی دوست جس نے ۱۹ سال تک چندہ ادا کیا ہے رہ نہ جائے۔

خاکسار وکیل المال تحریک جدید قادیان

بقیہ نتیجہ امتحان پیغام صلح

نمبر شمار	نام امیدوار	مقام	حاصل کردہ نمبر
۷۵	مکرمہ صفیہ وزہرہ خاتون صاحبہ	بھرت پور (بنگال)	۲۶
۷۶	مکرم مولوی عثمان علی صاحب	"	۲۳
۷۷	" محمد مقصود علی صاحب	"	۲۶
۷۸	" محمد ثاقب علی صاحب	"	۲۹
۷۹	" سید بدرالدین احمد صاحب	کلکتہ (بنگال)	۲۳
۸۰	" شہاب الدین صاحب	"	۲۵
۸۱	" محمود احمد صاحب غوری	"	۳۴ دوم
۸۲	" خورشید صاحب	"	۲۸
۸۳	" عبدالرحیم صاحب	"	۲۷
۸۴	" شفیع احمد صاحب	"	۳۷
۸۵	" نذیر احمد صاحب بانی	"	۳۹
۸۶	" اے۔ ایس خانی صاحب	"	۲۲
۸۷	" عبدالرؤف صاحب ساقی	"	۲۶
۸۸	" فیروز الدین صاحب انور	"	۲۶
۸۹	" محمد احمد صاحب سلیم	"	۱۹
۹۰	" اسلم صاحب	"	۲۴

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

چندہ جات کی ادائیگی اور احباب جماعت کا فرض

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز چندہ جات کی ادائیگی کے متعلق احباب جماعت کو فرض شناسی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"آخر جو احمدی کہلاتا ہے۔ وہ ایک مکان کی اینٹ بن چکا ہے۔ وہ زنجیر کا ایک حصہ بن چکا ہے۔ اس نے بیعت کرتے ہوئے وعدہ کیا ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں گا۔ میں دین کے لئے جان و مال اور عزت سب کچھ قربان کروں گا۔ اس کا چندہ ادا نہ کرنا محض سستی اور غفلت ہے"

نیز حضور نے فرمایا:-

"یہ دین کا کام ہے۔ جو سب کاموں پر مقدم ہے۔ اگر آپ لوگوں کو ادائیگی میں تکلیف کرنی پڑتی ہے تو وہ تکلیف تمہیں برداشت کرنی پڑے گی"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ بالا ارشادات سے آگاہ کرتے ہوئے جماعت کے ہر فرد کو فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ بجٹ سال رواں کے گیارہ ماہ گذر چکے ہیں۔ لیکن چندوں کی ادائیگی کی رفتار بہت سست ہے۔ تمام افراد اور جماعتوں کو چاہیئے کہ اب بیدار ہو جائیں۔ اور تشویق مندی ادائیگی کر کے ماہ اپریل ختم ہونے سے پہلے اپنے جملہ حسابات صاف کریں۔ تاکہ جماعت کے اخراجات پورے ہو سکیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے کاموں میں برکت ڈالے اور آپ کو زیادہ سے زیادہ خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

اعلانات نکاح

۱۔ مورخہ ۳۰/۵۹ کو بروز اتوار مسجد مبارک ربوہ میں بعد نماز مغرب قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے برادرم مسعود احمد صاحب کا نکاح بشریٰ بیگم صاحبہ بنت مرزا عبداللطیف صاحب منیجر اخبار بدر کے ساتھ بعوض اڑھائی ہزار روپیہ مہر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ (مرزا الطاف الرحمٰن از لائلپور)

۲۔ مورخہ ۱۷/۵۹ بروز جمعہ مسجد اقصیٰ قادیان میں خطبہ جمعہ سے پہلے جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر جماعت قادیان نے قریشی فضل حق صاحب میرپوری مدرس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا نکاح حسنیٰ بیگم بنت قمرالہدیٰ صاحب کے ساتھ مبلغ پانچ صد روپیہ مہر پر پڑھا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

(عبدالحمید شیخوپوری درویش قادیان)

بقیہ صفحہ کالم نمبر ۲ سے آگے

اور غیر مسلم سمجھنے کے علاوہ وہ احمدیوں کو واجب القتل بھی قرار دیتے ہیں۔ ایسے نظریہ رکھنے والے لوگ اس قاتلانہ حملہ کے معاملہ میں اپنے آپ کو کیونکر بری قرار دے سکتے ہیں؟

ایجی ٹیشن کے اس لیڈر کے بیان کا لفظ لفظ پکار پکار کر بیانگ دہل کہہ رہا ہے۔ ورنہ اگر ان کا دامن اتنا پاک و صاف ہے تو ان کو اپنی بریت کے اظہار کی ضرورت کیا تھی۔ ان کے دعاوی کے مطابق عوام ان کے ساتھ ہیں اس صورت میں جماعت احمدیہ نے اگر غلط پراپیگنڈا بھی کیا ہوگا تو بے اثر ہوگا۔ جنہوں نے تمام جماعت کو تباہ و برباد کرنے کے وسیع انتظامات کئے تھے۔ کیا ان کے ذہن ایک فرد پر قاتلانہ حملہ کرانے کی طرف متوجہ نہیں ہو سکتے۔ نیز یہ کیونکر اتفاق ہوا کہ ادھر یہ حملہ کیا جاتا ہے اور ادھر متعدد مقامات پر مارشل لاء کے اسیروں کی رہائی کے لئے جلوس نکالنے شروع کر دیئے جاتے ہیں؟ کیا یہ امر بھی جماعت احمدیہ کے کسی اندرونی خلفشار کا پتہ دیتے ہیں؟ کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ وہی لیڈر جو اس سارے فتنہ کی ابتداء کرنے کا موجب ہوئے تھے۔ اس مکروہ حملہ کے فوراً بعد اس کی مذمت کا اعلان کر دیتے ہیں؟ کیا ان کے نزدیک احمدی اب واجب القتل نہیں رہے۔ اور ان کا نظریہ اس بارہ میں تبدیل ہو چکا ہے؟ اگر نہیں تو بہت ممکن ہے کہ اپنے نظریہ کے باعث ایک بدترین فعل پر پردہ ڈالنے کی کوشش اس اعلان کا مقصد وحید ہو۔

حضرت امام جماعت ایدہ اللہ تعالیٰ سے بعض احمدیوں کے اختلافات اس حملہ کا باعث قرار دے کر یہ مطالبہ کرنا کہ ایک تحقیقاتی کمشن بنایا جائے۔ اس سے صرف یہ مقصود ہے کہ حکومت کی توجہ گہری سازش کا انکشاف کرنے کی بجائے دوسری طرف منعطف کرا دی جائے۔ اور کمشن اس تحقیقات میں الجھ جائے۔ کہ آیا جماعت بائیکاٹ کرتی ہے اور بعض کو ربوہ سے نکالا جا رہا ہے۔ اس طرز کے لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالنا نہایت آسان ہے اور کوئی بھی ان کے قلوب میں مضمر کرد فریب کے راز تک نہیں پہنچ سکتا۔ ہر شخص اتنی سی سیدھی سادھی بات سمجھ سکتا ہے کہ اینٹی احمدیہ ایجی ٹیشن کے اس لیڈر نے اس حملہ کی تحقیقات کیوں کرائی۔ دوسرے اسکے نتیجہ کا اعلان کیوں نہ کیا۔ حقیقت یقیناً یہی ہے۔ کہ ان صاحب نے تحقیقات کا حرف لفظاً بولا ہے تحقیقات ہرگز نہیں کرائی۔ کیونکہ تحقیقات کرنے والے کے لئے حضرت امام جماعت احمدیہ بزرگان سلسلہ حملہ کے وقت مسجد میں حاضر نمازیوں۔ اور بالآخر حملہ آور سے تفصیلی گفتگو اور خود ان فساد خور لوگوں سے چھان بین کی ضرورت ہے۔ اور یہ سب کچھ ہرگز نہیں کیا گیا۔ نہ یہ میسر ہو سکتا تھا۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ تو شدید زخم کے باعث صاحب فراش تھے! اور بزرگان سلسلہ ان کے علاج کی طرف متوجہ۔ اگر حملہ آور سے درپردہ لیڈر مذکور یا اس کے رفقاء نے پوچھ گچھ کی تو اس کا صرف یہ مطلب ہے کہ وہ جماعت کے قلوب میں یہ شبہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ کہ ذمہ دار حکام دیانتداری سے کام نہیں لے رہے ہمیں یقین ہے کہ حکام ضرور توجہ اور سرگرمی سے تحقیقات کر رہے ہوں گے۔ نتیجہ اس سارے بیان اور خود ساختہ تحقیقات کا یہ نکلتا ہے کہ دروغ گوئی سے کام لے کر اپنے منہ میاں مٹھو بننے کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ بھلا گذشتہ فسادات میں شرکت ہو کر نیوالے خود کیونکر تحقیقات میں انصاف کر سکتے ہیں؟ نیز ملزم یا الزام کا شبہ رکھنے والے بھی تحقیقات کیا کرتے ہیں؟ اور ان کی تحقیقات عدل و انصاف کے ترازو میں پورا اترا کرتی ہے؟ جبکہ لیڈر مذکور کو اپنے بیان کو اس

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کرے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان۔

نمبر ۱۳۱۴۹۔ق۔ منکہ سیدہ نصرت جہاں بیگم زوجہ عبدالعظیم صاحب درویش تاجر کتب قادیان قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بر دست میری جائداد منقولہ زیور وغیرہ مبلغ ۱۵۰۱ روپے ہے۔ اور حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۸۰۰/ روپے ہے۔ میں اپنی اس کل جائداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ مبلغ ۱۵ روپے ماہوار مجھے میرے خاوند بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ سو میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۳ حصہ ماہ بماہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہوں گی۔ اس کے علاوہ جو جائداد آئندہ کسی صورت سے میرے قبضہ میں آئے یا مرنے کے بعد ثابت ہو۔ اسکے ۱/۳ حصہ کی بھی وصیت کرتی ہوں۔ جو رقم میں اپنی زندگی میں حصہ جائداد کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراؤں گی وہ مرنے کے بعد بوقت حساب مجرا کیا جاوے گا۔ فقط المرقوم ۸ اکتوبر ۱۹۵۲ء العبد سیدہ نصرت جہاں بیگم۔ گواہ شد محمد حفیظ مولوی فاضل معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان۔ گواہ شد عبدالعظیم بقلم خود درویش خاوند موصیہ۔

نمبر ۱۳۱۵۰۔ق۔ منکہ محمد نجم الدین صدیقی ولد برہان الدین صاحب صدیقی قوم شیخ صدیقی پیشہ تبلیغ عمر ۴۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۴ء ساکن حال سکندر آباد۔ ڈاکخانہ خاص ضلع حیدر آباد دکن۔ ۱۔ میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ اس وقت کوئی نہیں ہے۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا میری وفات پر میری جو جائداد ثابت ہو میں اس کے دسویں حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم اپنی وصیت جائداد کے حساب میں جمع کراؤں۔ تو وہ رقم حساب کرتے وقت حصہ جائداد میں مجرا کی جائے گی۔ ۲۔ میری ماہوار آمد اس وقت مبلغ ۴۰/ روپے ہے۔ میں اپنی ماہوار آمد ہر قسم کے دسویں حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ ۳۔ میں نے اس سے قبل فروری ۱۹۵۰ء میں بھی وصیت کی تھی۔ جو دفتر کے ریکارڈ میں موجود نہیں ہے۔ اور میں چندہ اس وقت سے برابر ادا کرتا رہا ہوں۔ اب میں اس وصیت کو دوبارہ تحریر کرتا ہوں۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد محمد نجم الدین صدیقی۔ گواہ شد دستخط خلیل الرحمن محرر دفتر محاسب قادیان۔ گواہ شد دستخط قریشی عطاء الرحمن دار المسیح قادیان ۵۲

نمبر ۱۳۱۵۶۔ق۔ منکہ ہدایت النساء بیگم زوجہ چوہدری بشیر احمد صاحب سندھی قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۸ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب۔ الف۔ اس وقت میری جائداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ البتہ میری جائداد منقولہ حسب ذیل ہے۔ زیورات طلائی ایک جوڑی کانٹے۔ ایک عدد چار کل وزن ایک تولہ ماشہ قیمتی ۱۲۵/ روپے۔ ۲۔ زیورات چوڑیاں آٹھ عدد۔ پازیب ایک جوڑی کل وزن اندازہ ۵ چھٹانک قیمتی اندازہ ۵۲/ روپے۔ ۳۔ حق مہر بذمہ خاوند مبلغ ۷۰۰/ روپے گویا کل جائداد مبلغ ۸۸۰/ روپے ہے۔ میں اسکے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی اس جائداد میں کوئی اضافہ کروں گی۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اسکے علاوہ میرے مرنے پر جو میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد بمد حصہ جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کروں گی۔ تو وہ رقم یا ایسی جائداد کی قیمت بوقت حساب مجرا کی جائے گی۔ (ب) اس کے علاوہ میری ماہوار آمد اس وقت پانچ روپے ہے جو مجھے میرے خاوند کی طرف سے بطور جیب خرچ ملتے ہیں۔ میں اپنی ہر قسم کی ماہوار آمد کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ المرقوم ۲۸-۱۱۔ العبد ہدایت النساء بیگم موصیہ۔ گواہ شد چوہدری بشیر احمد خاوند موصیہ۔ گواہ شد قریشی عطاء الرحمن حنفی عفی عنہ دار المسیح قادیان ۲۸/۱۱/۵۲

نمبر ۱۳۱۶۲۔ق۔ منکہ سیدہ خاتون بنت حاجی غلام جبار صاحب مرحوم قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۴۲ء ساکن محلہ بہادر گنج ڈاکخانہ شاہجہانپور۔ صوبہ یو پی۔ ۱۔ جائداد غیر منقولہ کچھ نہیں ۲۔ جائداد منقولہ زیورات طلائی ا۔ چار قوت جھمکے دو عدد ۲ تولہ۔ چوڑیاں ۳ عدد وزن ۳ تولہ بندے دو عدد ۸ ماشہ ٹاپس ۸ ماشہ۔ انگوٹھی ۶ ماشہ بٹن قمیص ۲ تولہ ۳ ماشہ کل وزن ۱۵ تولہ ۱ ماشہ صرف ۳۔ حق مہر واجب الوصول ۵۰۰/ روپے۔ ۴۔ مبلغ دس روپے ماہوار بلا تفصیل خرچ ملتا ہے۔ ۵۔ سونا ۱ تولہ۔ میں اپنی مالیت مندرجہ کے آٹھویں حصہ کی ۱/۸ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان شریف کرتی ہوں۔ اور میرے مرنے کے بوقت منقولہ یا غیر منقولہ اگر کوئی اور جائداد وغیرہ علاوہ مندرجہ بالا کے ثابت ہو تو یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ العبد ساجدہ خاتون موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد محمد عقیل بقلم خود خاوند موصیہ۔ گواہ شد محمد صادق قریشی معرفت احمدیہ ایجنڈ کو محلہ بہادر گنج شاہجہانپور۔ گواہ شد حاجی عبدالقدوس خادم جماعت احمدیہ بقلم خود۔ تصدیق کنندہ پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شاہجہانپور حاجی عبدالقدوس خادم جماعت احمدیہ بقلم خود۔ معرفت احمدیہ ایجنڈ کو محلہ بہادر گنج شاہجہانپور۔

نمبر ۱۳۱۶۳۔ق۔ منکہ امام حسین ولد محمد قاسم صاحب قوم احمدی پیشہ تجارت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت اندازاً اگست ۱۹۲۲ء ساکن قصبہ نندگڑھ ڈاکخانہ نندگڑھ صوبہ بمبئی میری جائیداد یا آمد حسب تفصیل ذیل ہے۔ ایک مکان خام و پختہ سکونہ واقع نندگڑھ قیمتی اندازاً ۵۰۰۰ روپے جس میں دو شریک ہیں اور تا حال تقسیم نہیں ہوا ہے۔ اس کے علاوہ میرا تجارتی کاروبار ہے۔ ایک فرم کپڑے کی ہے جس کی سالانہ آمد ۲۵۰/ روپے ہوتی ہے۔ اور ایمپوریشن شاپ ہے جس کی سالانہ آمد بھی ۲۵۰/ روپے ہوتی ہے یہ مبلغ ۵۰۰ روپیہ کی آمد ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر اور کوئی جائیداد ثابت ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ قادیان سمجھی جائے گی اس کے علاوہ اسکے اور کوئی جائداد اگر بعد وفات ثابت ہوگی تو اس پر بھی یہ وصیت بقدر ۱/۱۰ حصہ کے حاوی ہوگی۔ فقط العبد امام حسین احمدی بقلم خود موصی۔ گواہ شد عبدالمنان احمدی امیر صاحب پکوڑہ بمقام نندگڑھ۔ گواہ شد شفیق احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ نندگڑھ ۲۹/۱۱/۵۲

نمبر ۱۳۱۶۴۔ق۔ منکہ رضیہ بیگم زوجہ مولوی محمد حفیظ صاحب قوم ڈھینڈسہ پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور پنجاب۔ میرا حق مہر مبلغ ۵۰۰ روپیہ بذمہ خاوند ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور میرا کل زیور ۴ ۱/۲ تولہ حسب ذیل ہے۔ چوڑیاں طلائی تین تولہ۔ کانٹے طلائی ایک تولہ۔ سوئی ۱/۲ تولہ۔ انگوٹھی ۴ ماشہ جس کی کل قیمت ۵۰۰/ روپے بنتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائداد نہیں اور نہ کوئی آمد ہے۔ آئندہ اگر میں کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد ہو تو مندرجہ بالا وصیت اس پر بھی لاگو ہوگی اور میری وفات پر اگر کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کی ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد رضیہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد محمد حفیظ مولوی فاضل خاوند موصیہ معاون ناظر دعوۃ و تبلیغ ۱۹/۱۲/۵۲۔ گواہ شد عبدالقدیر سیکرٹری وصایا قادیان ۱۹/۱۲/۵۲۔ گواہ شد شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ قادیان ۱۹/۱۲/۵۲

نمبر ۱۳۱۳۷۔ق۔ منکہ امۃ الحفیظ زوجہ چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ قوم سید پیشہ خانہ داری عمر ۲۱ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن پوربی حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۴/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر مبلغ ۵۰۰/ جو ابھی تک بذمہ خاوند ہے۔ نیز ۱۵۰/ روپیہ نقدی کی صورت میں میرے پاس ہیں۔ مرکیاں طلائی قیمتی ۳۰/ روپیہ۔ کوکا طلائی ۴/ روپیہ ہے۔ میری کل جائداد قیمتی ۶۸۴/ روپے بنتی ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ میری وفات پر جس قدر جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میری اس وصیت میں میرے کسی رشتہ دار کو دخل دینے کا اختیار نہ ہوگا۔ میں اپنی جائداد کی کمی بیشی کی اطلاع ہر وقت مجلس کارپرداز میں دیتی رہوں گی۔ والسلام الامۃ امۃ الحفیظ۔ گواہ شد منظور احمد خاوند موصیہ ۱۵/۳/۵۲۔ گواہ شد ملک محمد بشیر درویش کارکن بہشتی مقبرہ قادیان ۱۵/۴/۵۲۔

نمبر ۱۳۱۶۵۔ق۔ منکہ عبدالرحمن نیاتی ولد غلام محمد صاحب قوم لون پیشہ ملازمت عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کاٹھ پورہ ڈاکخانہ یاڑی پورہ ضلع اسلام آباد کشمیر حال قادیان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۱۰/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرے والد صاحب بقید حیات ہیں۔ اسلئے میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میری ماہوار آمد اس وقت مبلغ ۲۷/ روپے ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ آمد کی کمی بیشی کے ساتھ حصہ آمد میں کمی بیشی ہو جایا کرے گی۔ آمد کی کمی بیشی کی اطلاع خود دیا کروں گا۔ اسکے بعد اگر میں کوئی جائداد پیدا کروں یا مجھے کسی طرح سے ملے تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور وفات پر جس قدر جائداد میری ثابت ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد عبدالرحمن نیاتی حال قادیان ۱۷/۱۰/۵۲۔ گواہ شد ممتاز احمد ہاشمی سیکرٹری مال قادیان ۱۷/۱۰/۵۲۔ گواہ شد عبدالقدیر سیکرٹری وصایا قادیان۔

نمبر ۱۳۱۶۷۔ق۔ منکہ علی محمد ولد حاجی دین محمد صاحب قوم ارائیں پیشہ درویشی عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن ننگل باغباناں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۴/۵۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری کوئی جائداد نہیں میں بطور درویش قادیان میں مقیم ہوں۔ میری جو بھی آمدنی ان حالات میں ہوگی میں اس کے دسویں حصہ کی ادائیگی صدر انجمن احمدیہ کو کرتا رہوں گا۔ میں اس وقت ہر قسم کی زمینداری اگر کروں گا تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی ادائیگی وصیت کروں گا۔ اس وقت مجھے الاؤنس درویشی مبلغ ۲۷/ روپے صدر انجمن کی طرف سے ملتے ہیں۔ ان کی حیثیت ۱/۱۰ بھی ادا کیا کروں گا۔ اگر میری کوئی جائیداد آئندہ پیدا ہو تو اس پر بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا علی محمد ولد حاجی دین محمد صاحب ننگل باغباناں حال درویش قادیان۔ گواہ شد عبدالحق ہیڈ کلرک نظارت امور عامہ قادیان موصی نمبر ۱۸۰۶ بقلم خود۔ گواہ شد سردار علی کھوکھر درویش وصیت نمبر ۱۰۸۹۱ ۱۲/۴/۵۲

مختصر اور ضروری خبریں

واشنگٹن ۔ ۱۹ر مارچ ۔ صدر آئزن ہاور اور جنرل میک آرتھر میں ملاقات ہوئی جس میں مشرق بعید بالخصوص ہند چینی کے مسائل پر تبادلہ خیال کیا گیا۔

رنگون ۔ عراقی سفیر برائے ہند سلیم نے جو عراقی سفارت خانہ کھولنے کے سلسلہ میں یہاں آئے ہیں۔ برما کے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ ملک کی تعمیر میں حصہ لیں اور عالم اسلام سے تعلقات پیدا کریں اور برمی نام کے ساتھ اسلامی نام بھی رکھیں۔

شیلانگ ۱۹ر مارچ ۔ وزیر اعلیٰ آسام نے بتایا۔ کہ ناگا لیڈر پاکٹن جارہا تھا گرفتار کر لیا گیا۔

پیرس ۔ ۱۹ر مارچ ۔ جنرل نجیب نے بیان کیا کہ مصر برطانیہ سے مذاکرات شروع کرنے کے لئے مضطرب نہیں۔ مذاکرات سے قبل برطانیہ مصر کے مطالبات کو تسلیم کرے۔

کراچی ۔ ۱۸ر مارچ ۔ پاکستانی پارلیمنٹ میں بجٹ پر عام بحث کے دوران میں ایک ممبر نے تجویز کی۔ کہ مہاجرین کی آبادکاری کے لئے ہندوستان سے علاقہ مانگا جائے۔

نئی دہلی ۔ وزیر دفاع نے ہند پارلیمنٹ میں اعلان کیا کہ عنقریب بل پیش کیا جائے گا کہ سرکاری ملازموں اور نیم سرکاری اداروں کے ملازموں کے لئے علاقائی فوج میں بھرتی ہونا لازمی قرار دے دیا جائے۔

ادارہ اقوام متحدہ ۔ ۲۰ر مارچ ۔ اقوام متحدہ میں ہند کے مستقل نمائندہ اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے درمیان کشمیر میں متعین امریکی مبصرین کے متعلق فیصلہ کن گفتگو شروع ہو گئی ہے۔

کراچی ۔ ۲۱ر مارچ ۔ پاکستانی پارلیمنٹ میں خان عبدالغفار خان نے بیان کیا کہ میرے ساتھ انگریزوں نے قیدخانے میں اس قدر سختی نہ کی تھی جیسی اب کی گئی۔ اور ۱۹۴۸ء میں چارسدہ میں گئے۔ مظالم کی غیر جانبدارانہ تحقیقات اور تمام پٹھان علاقوں کو متحد کر کے پختونستان کی شکل دینے کا مطالبہ کیا۔

لکھنؤ ۔ ۲۰ر مارچ ۔ حکومت ہند تبت سرحد کے قریب بجلی گھر تعمیر کرانے کے منصوبہ پر غور کر رہی ہے۔

واشنگٹن ۔ ۲۰ر مارچ ۔ وزیر خارجہ امریکہ نے کہا کہ ترکی پاکستان معاہدہ سے امریکہ کی حوصلہ افزائی ہوئی ہے۔

ماسکو ۔ ۲۰ر مارچ ۔ حکومت روس نے احتجاجی مراسلہ ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ ترکی نے جو پالیسی اختیار کی ہے اس کے نتیجہ میں روس اور ترکی کے تعلقات کشیدہ ہو سکتے ہیں۔ ترکی کا پاکستان کے ساتھ فوجی بلاک بنانے میں حصہ لینا اس کے لئے خطرناک اقدام ہے۔

نئی دہلی ۔ ۲۰ر مارچ ۔ تیرہ سو چھبیس مسلمان جو ۱۹۵۰ء کے ہنگاموں کے بعد ہجرت کر گئے تھے پاکستان سے واپس آ گئے۔ وہ یوپی میں مستقل سکونت اختیار کریں گے۔ ان کی تمام جائیدادیں انہیں واپس کی جائیں گی۔ اور حکومت ان کے لئے روزگار تلاش کرنے میں مدد دے گی۔ ابھی پانچ ہزار مسلمان اور آئیں گے۔

کرنول ۔ ۱۹ر مارچ ۔ کرنول میں کسان مارچ کے پیش نظر حکومت نے مسلح سپیشل پولیس کی سات کمپنیاں متعین کر دی ہیں۔

نئی دہلی ۔ ۲۳ر مارچ ۔ پنڈت نہرو وزیر اعظم ہند نے بیان کیا کہ ملک کو خطرہ کی صورت میں ہم اپنی حفاظت کے لئے پوری تیاری کریں گے۔ پاکستان کو امریکی فوجی امداد جنگ کا ماحول پیدا کر دے گی۔

روس نے پاکستان کو وارننگ دی ہے کہ اگر پاکستان نے امریکی تحریک کشمیر میں شرارت کی تو روس خاموش نہیں رہے گا۔ اگست میں بھارت میں ۱۵ لاکھ سرکاری ملازموں کو فوجی تربیت دینے کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

وزیر خزانہ حکومت ہند نے بیان کیا۔ کہ بھارت اور پاکستان کے مالی تنازعات کے متعلق مئی میں وزراء خزانہ کی کانفرنس ہوگی۔ مشرقی پنجاب اسمبلی میں یہ انکشاف کیا گیا ہے۔ کہ ۵۵-۱۹۵۴ء میں مغربی پنجاب کو بجلی سپلائی کرنے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

نیویارک ۔ ۲۲ر مارچ ۔ ہندوستانی سفیر نے کہا کہ آئندہ ہندوستان امریکی امداد کے بغیر ہی اپنا کام چلا سکے گا۔

پیرس ۔ ۲۴ر مارچ ۔ فرانسیسی وزارت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہند کی فرانسیسی بستیاں رائے شماری کے بغیر بھارت میں شامل نہ کی جائیں گی۔

نئی دہلی ۔ ۲۴ر مارچ ۔ ڈپٹی ہوم منسٹر نے ہند پارلیمنٹ میں انکشاف کیا کہ امریکی مشنری ناگا پہاڑیوں کو بھارت سے الگ کر کے امریکی اڈہ بنانا چاہتے ہیں۔

چنڈی گڑھ ۔ ۲۴ر مارچ ۔ پنجاب سرکار اور ہریجن سوشلسٹ پارٹی کے درمیان گفت و شنید ٹوٹ گئی ہے۔ حکومت نے مزارعین کی بے دخلیاں بند کر دیں اور مزارعہ ایکٹ میں تبدیلی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔

جموں ۔ ۲۴ر مارچ ۔ صدر ریاست جموں و کشمیر یووراج کرن سنگھ نے قانون ساز اسمبلی میں افتتاحی تقریر کرتے ہوئے بخشی غلام محمد اور ان کے ساتھیوں کی کارگذاری کی تعریف کی۔ اور کہا کہ آئینی اسمبلی کے فیصلہ سے ملک کی غیر یقینی حالت ختم ہو گئی ہے۔ آپ نے عوام کی بھی تعریف کی۔ نیز کہا کہ اب بھی ایسے بیرونی عناصر موجود ہیں۔ جو ہمارے جمہوری آدرشوں اور امنگوں کو ختم کرنا چاہتے ہیں اس لئے ریاست کے عوام متحد رہیں۔ اور ایک بار پھر اپنے آپ کو وطن کی خدمت کے لئے وقف کر دیں۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ کاشتکاروں کے قرضے کم کرنے اور ان کو قرضے دلانے اور علاقائی زبانوں کی ترقی اور طبی و دیگر سہولیات کے مہیا کرنے اور لداخ کے دیگر ملحقہ علاقوں کے خاص نوعیت کے اقتصادی مسائل کو حل کرنے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔

جالندھر ۔ ۲۴ر مارچ ۔ حکومت پنجاب نے دو صد سکھ یاتریوں کے جتھہ کو گوردوارہ پنجہ صاحب کی ۱۰ سے ۱۴ر اپریل تک یاترا کی اجازت دے دی ہے۔

لنڈن ۔ ۲۴ر مارچ ۔ مسٹر چرچل وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں بتایا کہ ایٹم بم جیسے خوفناک ہتھیاروں کو ختم کرنا اس سے کہیں زیادہ مشکل ہے۔ جتنا مشکل ان کا ایجاد کرنا تھا۔

کراچی ۔ ۲۴ر مارچ ۔ حکومت روس نے مصر اور دیگر عرب ممالک کو وارننگ دی ہے۔ کہ وہ مشرق وسطیٰ کے دفاعی معاہدہ کو اپنے خلاف دشمنانہ اقدام تصور کرے گا۔

شملہ ۔ ۲۴ر مارچ ۔ ہوم منسٹر نے بتایا کہ ہماچل کی سرحد پر پولیس چوکیاں حکومت ہند کی ہدایات پر قائم کی گئی ہیں۔

نئی دہلی ۔ ۲۴ر مارچ ۔ حکومت کی طرف سے بتایا گیا ہے کہ بے کاری کو ختم کرنے منصوبہ بندی کمیشن نے جن پروگراموں کی منظوری دی ہے ان پر تخمیناً ایک ارب ۵۸ کروڑ روپیہ خرچ آئے گا۔

لنڈن ۔ ۲۴ر مارچ ۔ برطانیہ اگلے سال ایٹمی طاقت کی ترقی کے لئے ۵ کروڑ پونے ۲۷ لاکھ سٹرلنگ خرچ کرے گی

پشاور ۔ ۲۴ر مارچ ۔ سرحد کے گورنر خواجہ شہاب الدین نے آج یہاں سرحد اسمبلی توڑنے۔ گورنر خواجہ شہاب الدین کو عہدہ سے الگ کرنے اور خان عبدالقیوم خان کو ان کی واپسی پر کسی حیثیت سے بھی برداشت کرنے کا اعلان کیا ہے۔

لنڈن ۔ ۲۴ر مارچ ۔ روسی اخبار پروادا نے پنڈت نہرو کے اس بیان کی کہ کشمیر میں امریکی مبصرین کو اب غیر جانبدار نہیں سمجھا جا سکتا حمایت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بھارت نے ایشیا کے امن کی خاطر مبصروں کی واپسی کا مطالبہ کیا ہے۔

واشنگٹن ۔ ۲۴ر مارچ ۔ امریکی وزیر خارجہ نے بیان کیا کہ ہند چینی میں کمیونسٹوں کی فتح کا امکان نہیں۔

کراچی ۔ ۲۱ر مارچ ۔ ڈھاکہ سے آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ چندر راگھونا کے کاغذ کے مل میں جو ابھی جاری ہوئی ہے سے قائم ہوئی ہے۔ بنگالی فسادیوں اور پولیس میں شدید تصادم کے نتیجہ میں تیرہ اشخاص ہلاک اور کئی شدید زخمی ہوئے۔

نئی دہلی ۔ ۲۴ر مارچ ۔ حکومت ہند نے احتجاجی مراسلہ فرانسیسی سفیر کو پیش کیا ہے کہ فرانسیسی ہند میں مظالم بڑھتے جا رہے ہیں۔ یاد رہے کہ فرانسیسی بستیوں نے اتفاق رائے سے ہندوستان سے استصواب رائے کے بغیر الحاق کا فیصلہ کیا ہے۔ فرانسیسی ہند کے کمشنر نے فوجی اور پولیس دستوں کو منظم کر کے یہ حکم جاری کیا ہے کہ فرانسیسی مقبوضات کو ہند یونین میں شامل کرنے کے حامیوں کے مظاہروں کو کچل دیا جائے بعض گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔

نیویارک ۔ ۲۲ر مارچ ۔ حکومت لنکا نے ایک کمیونسٹ کی بیوی کو اس بنا پر شہر بدر کر دیا ہے کہ وہ تخریبی سرگرمیوں میں معروف تھی۔

واشنگٹن ۔ ۲۲ر مارچ ۔ جنرل آئزن ہاور کے خصوصی سفیر کی حیثیت سے جنرل میک آرتھر مشرق بعید کے ممالک کا دورہ کریں گے۔

طہران ۔ ۲۱ر مارچ ۔ نئے سال کے پیغام میں شہنشاہ ایران نے اعلان کیا کہ سرکاری اور شاہی زمینیں کاشتکاروں میں تقسیم کر دی جائیں گی۔